پیغمبر اسلامؐ کی صداقت

پیغمبر اسلام کی صداقت کی اس سے بڑھ کر دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ ان کے سخت سے سخت معاند بھی اس عجیب وغریب کشش وتاثیر سے انکار نہیں کر سکتے تھے، جو آپ کی شخصیت اور آپ کی تعلیم میں پائی جاتی تھی۔ چونکہ اعتراف حقیقت کے لیے تیار نہ تھے اس لیے مجبور ہو جاتے تھے کہ اسے جادو سے تعبیر کریں۔

الانبیاء کی آیت ۳ میں فرمایا، وہ پیغمبر اسلام کے پاس جانے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ان کے پاس گئے اور جادو میں پھنسے۔ یہ ہماری طرح ایک آدمی ہے، پس جو کچھ اس کا اثر ونفوذ ہے۔ وہ جادو ہی کی وجہ سے ہے۔

سچائی کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ اسے سچائی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر اور کچھ کہنا چاہو گے تو کتنا ہی زور لگاؤ، بات بنے گی نہیں۔ بنے گی اسی وقت جب سر جھکا دو گے کہ ہاں یہ سچائی ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ نفس انسانی کی گمراہی وسرکشی پر حقیقت کا اعتراف ہمیشہ گراں گزرتا ہے۔ وہ بغیر لڑے کبھی ہتھیار نہیں رکھے گی، وہ مانے گی (کیونکہ سچائی منوائے بغیر رہ نہیں سکتی) مگر اس وقت جب ماننے پر مجبور ہو جائے گی۔

پیغمبر اسلام نے جب کلام حق کی منادی شروع کی تو قریش مکہ کا یہی حال ہوا۔ وہ سچائی دیکھ رہے تھے، مگر اسے سچائی سمجھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے یہ مجنون ہو گیا ہے، خواب وخیال کو وحی ونبوت سمجھتا ہے۔ پھر تاثیر ونفوذ دیکھتے تو کہتے جادوگر ہے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور یہ ساری باتیں آپس میں کہیں۔ (ابن ہشام)

(رسول رحمت، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۱۱۱-۱۱۲)

درس حدیث

نماز میں سترہ کی اہمیت

محمد اظہر مدنی

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ اذا صلی أحدکم فلیصل الی سترة ولیدن منها لا یقطع الشیطان علیه صلاته. (رواه ابو داؤد ح۶۹۵/باب الدنو من السترة.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ سترہ کی طرف نماز ادا کرے اور اس کے قریب ہو جائے تاکہ شیطان نماز کو توڑ نہ سکے۔

تشریح: نماز ایک عظیم عبادت ہے۔ دین اسلام میں کلمہ شہادت کے بعد دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ اسلام میں باقی رہنے کے لئے نماز کی پابندی بہت ضروری ہے۔ چنانچہ نماز کو اسلام میں جتنی اہمیت حاصل ہے اسی قدر ہی اس کے احکام و مسائل کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔ ان ہی احکام و مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ نماز میں سترہ کا بھی ہے۔ اس تعلق سے لوگ بہت گمراہی اور تغافل کے شکار ہیں، جبکہ رسول اکرم ﷺ کی نمازوں کا جائزہ لیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی نمازوں میں سترہ کا غیر معمولی اہتمام تھا خواہ وہ نمازیں سفری ہوں یا حضری، مسجد میں ہوں یا صحراؤں میں، ہر جگہ سترہ کا اہتمام فرماتے۔ درحقیقت سترہ آڑ کو بولتے ہیں یعنی نماز ادا کرتے وقت مصلی کسی چیز کی آڑ لے کر نماز ادا کرے، اس چیز کو سترہ کہا جاتا ہے۔ نماز میں سترہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر سترہ کے بغیر نماز پڑھنے کو اپنا معمول بنالے تو اس کا یہ عمل خلاف سنت ہوگا اور اس پر استمرار واصرار اس کی نماز میں خلل کا باعث بنے گا بلکہ بسا اوقات گناہ گار بھی ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سترہ کے بغیر نماز نہ پڑھو۔ اور اپنے آگے سے کسی کو گزرنے نہ دو، اگر وہ منع کرتا ہے تو اس سے لڑو کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے لہٰذا سترہ کا اہتمام بے حد ضروری ہے خواہ دیوار ہو یا ستون، لاٹھی ہو یا عنزہ، اگر کچھ نہ ہو تو کسی آدمی کو ہی سترہ بنالیں اور اس کے پیچھے نماز ادا کریں۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضرت یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حضرت سلمہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے جہاں قرآن کریم رکھا رہتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو سلمہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ یہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے برچھا گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے، ستونوں کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ستون کے پاس کر دیا اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھو۔ بخاری شریف کی ایک دوسری روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف لپکتے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مسجد کے ستون میں سے کسی ستون کی طرف جگہ نہیں پاتے تو مجھ سے کہتے کہ "ولی ظهرك" اپنی پیٹھ میری طرف کرو۔ اور جہاں تک کہ رہا مسئلہ، سترہ اور مصلی کے درمیان، کتنا فاصلہ ہونا چاہیے تو اس سلسلے میں امام بخاریؒ نے کتاب الصلوۃ میں دو حدیثوں کو باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترہ کے تحت ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گذر سکنے کا فاصلہ رہتا تھا۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس جگہ نماز پڑھی اور سامنے کی دیوار کا فاصلہ تقریباً تین ہاتھ کا تھا اور جہاں تک رہا سترہ کی اونچائی کا مسئلہ تو حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری کو سامنے کر کے نماز پڑھتے یا کجاوے کو سامنے رکھ لیتے۔ اور اونٹ کے کجاوے کا پچھلا حصہ تقریباً ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص ڈیڑھ فٹ اونچی کوئی بھی چیز اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھ سکتا ہے خواہ وہ کرسی ہو یا لکڑی، لاٹھی ہو نیز ٹیبل یا چارپائی وغیرہ وغیرہ ہمیں چاہیے کہ سترہ کا اہتمام کر کے اپنی نماز کو ادا کریں۔ خود کو اور اپنے بھائیوں کو اپنی کوتاہی کے سبب گناہ کا مرتکب نہ بننے دیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ اس کے سامنے چالیس دن یا مہینہ یا سال کھڑا رہنے کو ترجیح دیتا یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ چکے ہو وہ گزرتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو نماز اور اس کے متعلق تمام احکامات ومسائل کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی خصوصی توفیقات سے نوازے۔ آمین وصلی الله علی نبینا محمد ﷺ

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
حقوق انسانی کا تذکرہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	۶
حضرت محمد ﷺ کے بارے میں سابقہ کتب سماویہ میں پیش گوئیاں	۹
اسلام میں بیوی کے حقوق	۱۲
عورت جنت میں شوہر کے ساتھ ہوگی	۱۸
خیر کے علمبردار بنو۔شر سے بیزار رہو	۲۰
امیر محترم کی نایف عالمی ایوارڈ مدینہ منورہ اجلاس میں شرکت	۲۲
چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (نظم)	۲۷
چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (نظم)	۲۸
چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (نظم)	۲۹
نماز (نظم)	۲۹
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۳۰
جماعتی خبریں	۳۱

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ـــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ـــــــ ۷/روپے
پاکستان ـــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

چونتیسویں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے انعقاد سے متعلق گذشتہ سال اعلان آیا تھا مگر بوجوہ تاخیر ہوئی اور اب دیر آید درست آید کے طور پر ۹-۱۰/مارچ ۲۰۱۸ء کو رام لیلا میدان دہلی میں بعنوان ''قیام امن عالم وتحفظ انسانیت'' اپنی تاریخی وروایتی جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہونے جارہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور ملک وملت، انسانیت اور جماعت کے لیے مفید تر بنائے۔ آمین

مقام شکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اب تک ۳۳/آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسیں ہندوستان کے مختلف جگہوں پر منعقد کی ہے۔ ادھر پندرہ سالوں میں دعوتی، تنظیمی، تعلیمی، رفاہی، سماجی، ملی وملکی اور تربیتی کاموں کے علاوہ مختلف عنوان بیسیوں اہم اجلاس، سیمینار، سمپوزیم، اجتماعات ومسابقات اور دورات وندوات منعقد کئے ہیں۔ اور جن پر جمعیت کے متعدد آرگن اپنے متعدد خصوصی اور اہم شمارے شائع کر چکے ہیں۔ لیکن ان پندرہ سالوں میں جو چھ عظیم الشان آل انڈیا کانفرنسیں منعقد ہوئی ہیں وہ کئی حیثیتوں سے جہاں تاریخی ہیں وہیں تاثیر وتفعیل میں اپنی مثال آپ ہیں۔ جن کے ہمہ جہت فوائد اور دوررس نتائج ہر سطح پر محسوس کئے گئے ہیں، جس کا اعتراف واعتقاد سب کو ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کانفرنسیں عوام سے لیکر خواص تک کے لیے کئی طرح سے مفید اور اہم ثابت ہوئی ہیں۔ اور بقول مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ بمناسبت پاکوڑ کانفرنس: ''کہ یہ کانفرنس کیسے منعقد ہوگی اور کس حد تک کامیاب ہوگی اس سے قطع نظر کانفرنس سے بہت پہلے ہی پورے ملک میں اہل حدیث کا بچہ بچہ جاگ گیا ہے''۔ اور ۲۸/ویں کانفرنس سے متعلق جب سید شہاب الدین صاحب نے کہا: مولانا! جمعیت اہل حدیث نے بروقت یہ کانفرنس کر کے ملک وملت پر بڑا احسان کیا ہے ہم سب اہل حدیث کے شکر گزار ہیں۔ پورے دہلی بلکہ پورے ملک میں ایک طرح کی اداسی چھائی تھی، مسلمان خصوصا مسلم جوان انتہائی بے یقینی اور بے اطمینانی کی زندگی دہلی کے اندر، جامعات کے اندر اور کاروبار کے اندر گذارنے پر مجبور تھے۔ اور حکمراں طبقہ انتظامیہ اور عوام کے درمیان ایک طرح سے عجیب مشکوک ماحول بن گیا تھا، ایسے میں یہ کانفرنس اعتماد ویقین، محبت واخوت اور امن وشانتی کا پیغام دے گئی۔ جس کا اظہار برملا تمام اہم شخصیات نے کیا۔ اور راجدھانی دہلی سے یہ پیغام اعتماد وامن پورے

ملک میں آنا فانا عام ہوگیا۔

جماعت اہل حدیث کے افراد وشخصیات میں ایسے مخلصین کی کمی نہیں جو اپنی بے سروسامانی اور امکانیات کی کمی کے باوجود انتہائی اخلاص سے جماعت کے کاز کو آگے بڑھانے کے لیے آگے آتے ہیں۔قلت وسائل اور پریشانیوں کو خاطر میں لائے بغیر میسر وسائل وذرائع کو بروئے کار لاکر جمعیت کے پروگراموں میں بے لوث وبے غرض شرکت بھی فرماتے ہیں۔اور وہ اس کے کام کو بحسن وخوبی، انتہائی اخلاص ولگن سے انجام بھی دیتے ہیں۔گرچہ وہ اسے اللہ کی رضا اور دین کی سربلندی کے لئے ایسا کرتے ہیں اور کہتے ہیں:ان اجری الا علی الله، تاہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اجلاسوں میں جس کثرت سے علماء کرام اور اعیان جماعت شریک ہوتے ہیں، مشقتیں اٹھاتے ہیں، خون جگر جلا کر مقالات وبحوث تیار کرتے ہیں، تقاریر فرماتے ہیں، مشورے دیتے ہیں، اور بڑھ چڑھ کر ہاتھ بٹاتے ہیں بلکہ بسا اوقات مہمان نہیں میزبان بن کر کام کرتے ہیں ان کے لیے بجا طور پر یہ شعر بار بار زبان ودل پر آرہا ہے۔

یا ضیفنا لو زرتنا لوجدتنا
نحن الضیوف وانت رب المنزل

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان وشکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے یہ اجلاسہائے عام جسے ہم آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے نام سے منعقد کرتے ہیں۔محض یہ کانفرنسیں عوام اور خلق خدا کو اسٹیج وتقریروں کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو وقتی طور پر گرمانے اور خطابت اور پند وموعظت اور نصائح سے ان کے ایمان کو جلا بخشنے قلوب واذہان کو صیقل کرنے اور جماعتی زندگی میں ایک تموج پیدا کرتے وقت جان ومال کی قربانی دیکر زنگ زدہ نفوس کو شح مالی کسل مندی اور مال کے حرص وبخل سے نکالنے کا کام کام ہی صرف نہیں ہوتا۔سینکڑوں اہل علم ہزاروں دعاۃ ومبلغین ومصلحین اور ائمہ وخطباء سے ملاقاتوں کی سوغات کے تبادلے ہی صرف نہیں ہوتے اور بقول شاعر:

قد یجمع الله بین شتیتین بعدما
یظنان کل الظن أن لاتلاقیا

اللہ تعالیٰ کبھی (ان کانفرنسوں کے ذریعہ) ایسے بچھڑے ہوؤں کو بھی ملا دیتا ہے جو یقین کئے بیٹھے رہتے ہیں کہ اب پھر کبھی ملاقات نہ ہوسکے گی۔

اور نہ صرف اسی فائدہ پر منحصر ہوتا ہے کہ اپنے علماء ومشائخ اور عوام کے مسائل سنے جائیں اور دنیا میں پھیلے اپنے دینی ملی اور جماعتی بھائیوں کے احوال معلوم ہوجائیں۔ان کے اخلاق وکردار، رہن سہن کھان پان، رجحانات وطموحات ومیلانات کا علم ہو بلکہ جماعتی زندگی کی ترکتازیوں نشاطات اور خدمات کا علم حاصل کرکے قلوب واذہان کو منور وپرمسرت کریں۔اور ایک دوسرے کے دعوتی اور تعلیمی واصلاحی تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔اپنی مرکزیت واجتماعیت جو موجودہ دور کی ایک عظیم طاقت ہے کا احساس کریں اور احساس دلائیں۔اور خود بھی اس سے دلبندگی اور بلند حوصلگی کا ذریعہ بنائیں اور اس ایمانی وسلفی اجتماع اور قوت کے مشاہدے سے دل کو مسرور اور روح کو منور کریں۔اپنے مرکز اور اس کے نشاطات وخدمات اور معانی ومبانی کا مشاہدہ کرکے اس کے ذریعہ حرکت ونشاط کے سامان بہم پہنچائیں اور افادہ واستفادہ کی راہیں علی وجہ البصیرت نکالتے رہیں۔بلکہ وقت کے اہم ترین چیلنجز مسائل ومشکلات کا حل پیش کرنے کے ساتھ ملک وملت انسانیت اور جماعت وجمعیت سے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں عاجلانہ، مصنفانہ اور وسطیت واعتدال پر مبنی قرارات وتوصیات، تحلیلات وتجزیے اور حلول بھی پیش کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ آج کی دنیا میں بھی ایک موثر ترین ذریعہ ابلاغ اور تبلیغ اجتماعات وکانفرنسیں ہیں خصوصا موضوع کانفرنس اور مقام کانفرنس اہم اور بہتر ہو۔تو وہاں سے اپنی آواز دعوت اور مطلوب بآسانی پوری دنیا اور پورے ملک میں پھیلا سکتے ہیں۔کیوں کہ موضوع اور مکان کا اثر ذرائع ابلاغ اور وسائل اعلام پر بھی بہت پڑتا ہے۔اس حیثیت سے بھی ہماری کانفرنسیں کامیاب تر رہی ہیں۔یہ اور اس طرح کے فوائد ہی صرف ہمارے مدنظر نہیں ہوتے بلکہ ان کانفرنسوں کی مناسبت سے ہم بہت سے علمی ودعوتی، تحقیقی، اشاعتی، رفاہی وتعمیری کام انجام دے لیتے ہیں جسے سالہا سال تک باوجود کوشش وپلاننگ کر لینا بیحد مشکل ہوتا ہے۔پچھلی کانفرنسوں کی مناسبت سے بہت سے اہم کام انجام پا گئے جس کا تصور بھی ہم نہیں کرسکتے تھے کہ اتنی عجلت میں یہ کام انجام پاجائیں گے۔تاریخی دستاویز یادگار مجلّہ کے نام پر منظر عام پر لانے کا کام، نصاب تعلیم، احصائیات مدارس، ترجمہ بخاری کی طباعت، ریاض الصالحین کا بنگلہ ترجمہ، مرکزی جمعیت سے شائع ہونے والے مجلّات وجرائد کے متعدد خصوصی شمارے، سنن الدارمی کی طباعت تاریخ اہلحدیث (سات جلدیں) وتحریک ختم نبوت (۲۴ جلدیں) کی طباعت تراجم علماء اہلحدیث کی تالیف ونشر واشاعت، فتاویٰ شیخ الحدیث، صحابۂ کرام کا تعارف، عظمت صحابہ کے چند نقوش، مدارس اہل حدیث دہلی، کتاب الآداب، علم المیراث، العقیدہ، قرآن مجید کی انسائیکلوپیڈیا ہندی، شخصی تربیت، احکام الجنائز، لاکھوں کی تعداد میں دعوتی کتب

مثلاً صحیح اسلامی عقیدہ، نذر ونیاز، دعا کے آداب، ترجمہ وتفسیر العشر الاخیر، دہشت گردی کے خلاف اردو، ہندی اور انگریزی میں طباعت وغیرہ وغیرہ کے علاوہ ان مناسبات پر جو عظیم علمی، ادبی، فقہی نشستیں مفصلا ہوئی ہیں وہ لازوال اثرات وفوائد کی حامل ہوتی ہیں۔اور جماعت کے علماء کے شانہ بشانہ اس کے وکلاء تجار ڈاکٹر، انجینئر اور دیگر اسکالرس اور سیاسی ومعاشی ملکی وبیرونی شخصیات سے استفادہ اس پر مستزاد ہے۔

خصوصا کانفرنس کی مناسبت سے جو متعدد اہم وحساس موضوعات پر سمینار منعقد ہوئے ہیں گراں قدر مقالات مختلف علمی وفقہی وفکری عناوین پر سپرد قلم کئے گئے ہیں جو بہت بڑا اثاثہ ہیں۔

چونکہ یہ سفر خالص دینی اور دعوتی ہوتا ہے اس لیے اس میں سفر وحضر کے احکام ومسائل کے ساتھ اس کے آداب، اوراد ووظائف اور ادعیہ ماثورہ پڑھنے، برتنے اور عملی زندگی میں اتارنے کے بہترین مواقع ہوتے ہیں، ایثار وقربانی کا عملی تجربہ ہوتا ہے اور ہر ہر قدم پر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔کیونکہ جس لگن، اخلاص اور جذبے سے لوگ جوق در جوق شریک اجلاس ہوتے ہیں وہ ہر طور پر دین واخوت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور اسی طرح کے اسفار حقیقت میں وسیلہ ظفر ہوتے ہیں۔

اللہ کا فضل ہے، اس مرتبہ بھی کانفرنس کے سلسلہ میں پورے ملک کے اندر جوش وخروش زیادہ پایا جارہا ہے۔کانفرنس کے ذمہ داروں نے عنوان، موقع ومحل، حالات وظروف اور حاجت وضرورت کے عین مطابق رکھا ہے۔اس وقت انسانیت سب سے زیادہ محتاج امن وشانتی کی ہے۔دہشت گردی سے پاک دنیا چاہتی ہے۔شراب ومنشیات کے ناسور سے شفا کامل چاہتی ہے۔انسانیت کی حفاظت وبقا کے لیے دہائی دے رہی ہے۔اسی لئے اس وقت یہ چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس **جاء فی آوانہ و فی مکانہ** کے مصداق ہے اور موقع ومحل کے عین مطابق ہے۔

احباب جماعت، ارباب ملک وملت، برادران وطن، خواتین وحضرات اور ہر طرح کے ماحول ومعاشرے اور فرد وجماعت اور انسانیت کو اس کا فیض پہنچے اور ہم سب کو بہر طور اس میں شرکت کی توفیق ہو۔ہماری یہی کوشش اور دعا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کا سفر مبارک کرے، دنیا وآخرت میں باعث سعادت وکامرانی بنائے۔آمین

☆☆☆

اھل حدیث کمپلیکس ،اوکھلا ،نئی دھلی میں

عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم

کا تعمیراتی منصوبہ روبعمل

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے جملہ شعبہ جات حرکت ونشاط کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی موجودگی کا ہر سطح پر تسلسل سے احساس کرا رہے ہیں جس کا ہر خاص وعام کو احساس بھی ہے اور اعتراف بھی۔

جمعیت کے کاموں کو مزید تیز گام کرنے کے لیے اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں عالیشان بلڈنگ اور آڈیٹوریم جس کا سنگ بنیاد تقریباً ۶ رسال پہلے امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا اس کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔لہٰذا اہل خیر حضرات سے مؤدبانہ ومخلصانہ اپیل ہے کہ ہمیشہ کی طرح مرکزی جمعیت کے اس عظیم تعمیراتی مد میں اپنا خصوصی بیش قیمت مالی تعاون فرمائیں۔اور اہل خیر حضرات کی توجہ اس جانب مبذول کرانے میں بھی سرگرم رول ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔ ”وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا“

اپیل کنندگان: ذمہ داران واراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

A/c 629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

حقوق انسانی کا تذکرہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد طیب شمس
مدرس مدرسہ اسلامیہ عبداللہ پور، جھارکھنڈ

کسی بھی قوم میں حقوق انسانی کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی جیسی ہوتی ہے جس قوم میں حقوق انسانی کی رعایت و پاسداری نہیں رکھی جاتی ہے تو وہ قوم ظلم وتشدد، بے راہ روی، افراتفری اور غیر سماجی عناصر کا شکار ہوکر رہ جاتی ہے جس کے باعث لوٹ مار، قتل وغارت گری، ڈاکہ زنی، جوئے بازی، شراب خوری، عورتوں پر ظلم وزیادتی وغیرہ جرائم عام ہونے لگتے ہیں جس کی وجہ سے قومیں معاشرتی اور سماجی زوال سے ہمکنار ہوجاتی ہیں اور آہستہ آہستہ اپنا وجود تک کھو بیٹھتی ہیں۔

اسلام میں انسانی حقوق کی اہمیت وافادیت پر کافی زور دیا گیا ہے بلکہ حقوق اللہ سے حقوق العباد یعنی انسانی حقوق کو بہر حال فوقیت ہے۔ بڑا سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ تو بخش سکتا ہے لیکن بندہ کے معمولی حق کے بارے میں بہت سخت ہے اس اعتبار سے انسان خواہ وہ کسی رنگ ونسل کا ہو، کسی قبیلے اور قوم کا ہو، آقا ہو یا غلام، مالک ہو یا محکوم، اکثریت میں ہو یا اقلیت میں، مرد ہو یا عورت، بیٹا ہو یا بیٹی، مسلم ہو یا غیر مسلم انسان ہونے کے ناطے سب کا یکساں حقوق ہیں۔

انسانی جان کا تحفظ: اسلام میں انسان کے جان ومال کی تحفظ پر کافی زور دیا گیا ہے کیونکہ انسان خواہ کسی رنگ ونسل، قبیلے اور ملک کی باشندہ ہو اس کا جان ومال، عزت وآبرو محفوظ ومسلم ہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اور انسانی حقوق کی پامالی کو پسند نہیں کرتا ہے اور ہر حالت میں انسانی حقوق اور انسانی جان کے تحفظ اور پاسداری کی ضمانت دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدہ: ۳۲) ترجمہ: جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔

تعلیم وتربیت کے حقوق: اسلام میں تعلیم حاصل کرنے پر کافی زور دیا گیا ہے نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ '' (سورۃ علق ۱) نازل ہوتی ہے جس میں پڑھنے کا حکم ہے۔ اسلام میں ہر انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا مساوی اور برابری کا حق ہے۔ اس میں اعلیٰ ادنیٰ، کالے گورے، مرد وعورت کسی قسم کا کوئی بھید بھاؤ اور کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر: ۹) بتاؤ تو جو علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔

خواتین کے حقوق: اسلام ہر فرد چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کی عزت اور وقار کا ضامن ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے معاشرہ میں عورتوں کی عزت نہیں تھی بلکہ بحیثیت بیٹی زندہ درگور کردی جاتی تھی اور بحیثیت بیوی جوئے میں ہاری جاتی تھی۔ عورت کو اپنی شاعری میں موضوع بحث بناتے تھے اور ان پر فحش اشعار پڑھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد اسلام نے عورتوں کو مبارک اور کائنات کی قیمتی ہستی قرار دیا ہے۔ ان کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں حقوق متعین کیے گئے ہیں اور ان کی ایذا رسانی کو معاشرہ کے لئے خرابی بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ترجمہ: اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا پہنچائیں جب کہ انہوں نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو یقیناً ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (احزاب: ۵۸) اسی طرح نبی کریمؐ کی حدیث جو عورتوں کے حقوق کے بیان میں ہے۔ حضرت معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا، جب تو کھائے تو اسے کھلائے جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر مت مار، نہ اسے برا بھلا یا بدصورت کہہ اور اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی۔ یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور کہا کہ لاتقبح کے معنی ہیں کہ اسے یہ نہ کہے کہ اللہ تجھے قبیح بنادے یا تیرا بیڑہ غرق کردے۔

والدین کے حقوق: والدین اپنے بچے کو پیار اور لاڈ سے پرورش کرتے ہیں، بچے کی تعلیم وتربیت کرکے جوان کرتے ہیں اور روزی روٹی حاصل کرنے کے لئے ضروری سامان مہیا کرتے ہیں اسی طرح بچے پر واجب ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں بڑھاپے میں الٹا سیدھا جملہ کہہ دیں تو ان کو اف تک بھی نہ کہیں اور اپنے فرائض کو بخوبی پورا کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے۔ (العنکبوت: ۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کرکے) جنت میں نہیں گیا۔ (بخاری ومسلم)

رشتہ داروں کے حقوق: رشتہ داروں سے بہتر برتاؤ کرکے ہی ایک بہترین معاشرہ کو وجود میں لایا جاسکتا ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صرف پیار کا ہی جذبہ ہونا چاہیے، نہ کہ خلش اور دشمنی کا۔ ایک بہتر انسان کے لئے یہ بھی ضروری ہے اگر ان کے رشتہ دار صلہ رحمی نہ کریں تب بھی ان سے بدسلوکی نہ کرے کیونکہ بدسلوکی اور انسانی حقوق کی پامالی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہر حال اور ہر صورت میں عفو درگزر، صبر و شکر کا دامن پکڑے رہنا ایک شریف انسان کا زیور ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بہر حال واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا، قرابت داروں کو دیتے رہنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کررہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (النحل: ۹۰)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر (یعنی اضافہ) کیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

پڑوسی کے حقوق: اسلام میں پڑوسی کے حقوق کا بھی بہت خیال رکھا گیا ہے کہ پڑوسی کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اگر پڑوسی غریب اور مفلوک الحال ہے تو اس کی مدد کرنی چاہیے اور اس سے اچھی طرح پیش آنا چاہیے۔ چھوٹے موٹے سامان دینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ترجمہ: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں اور محتاجوں اور نزدیکی پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور ہم مجلس اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے تم مالک ہو چکے ہو (غلام کنیز) ان سے بھلائی کیا کرو، بے شک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا فخر کرنے والا ہو۔ (النساء: ۳۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مہمانوں کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

یتیموں کے حقوق: اسلام میں یتیموں کے حقوق کا بھی بے حد خیال رکھا گیا ہے۔ یتیموں کی نگہبانی، ان کی حفاظت کار خیر میں سے ہے۔ یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا چاہیے ان کی نادانی کو شفقت سے ٹال دینا چاہیے اور ان سے ہمیشہ پیار و محبت سے پیش آنا چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے حقوق کے سلسلہ میں ذمہ دار رہنے کی تلقین کی ہے اور اپنے مال سے یتیموں کو کچھ حصہ دینے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡھُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡھِمۡ اَمۡوَالَھُمۡ وَ لَا تَاۡکُلُوۡھَاۤ اِسۡرَافًا وَّ بِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ترجمہ: اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزماتے رہو پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کردو (النساء: ٦)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی (انگشت) شہادت اور درمیان والی انگلی کے درمیان کشادگی فرمائی۔ (صحیح البخاری)

اولاد کے حقوق: اسلام سے قبل اہل عرب نرینہ اولاد سے بے پناہ محبت، شفقت اور پیار کرتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے، اسلام نے ان جاہلانہ رسم و رواج کا نہ صرف خاتمہ کیا بلکہ اولاد چاہے بیٹا ہو یا بیٹی، پرورش کرنے، تعلیم دینے اور ان کی شادی کرانے کا حکم دیا اور ان کے حقوق بھی بتائے۔ قرآن کریم میں اولاد کے حقوق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ وَالۡوَالِدٰتُ یُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَھُنَّ حَوۡلَیۡنِ کَامِلَیۡنِ لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَی الۡمَوۡلُوۡدِ لَهٗ رِزۡقُھُنَّ وَ کِسۡوَتُھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ لَا تُکَلَّفُ نَفۡسٌ اِلَّا وُسۡعَھَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوۡلُوۡدٌ لَّهٗ بِوَلَدِہٖ وَعَلَی الۡوَارِثِ مِثۡلُ ذٰلِکَ فَاِنۡ اَرَادَا فِصَالًا عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡھُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡھِمَا وَاِنۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّاۤ اٰتَیۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ" ترجمہ: مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔ ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔ وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے، پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کردو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ اعمال کی دیکھ بھال کررہا ہے۔ (البقرہ: ۲۳۳)

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ (نیکی) شمار ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

محنت کش افراد کے حقوق: اسلام میں ہر مزدور اور محنت کش کو اپنی محنت کا معقول حق حاصل ہے لیکن ساتھ میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ امانت ودیانت سے کام کرے، کام سے جی نہ چرائے، چوری نہ کرے، مالک کے مال کو ضائع ہونے سے بچائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی مزدور سے اس کی اجرت کے مطابق ہی کام لے اور مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے۔ اس کی مزدوری میں (وعدے کے مطابق) ڈنڈی نہ مارے۔ اللہ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل: ۹۰) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے، حدیث میں ہے کہ ''مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو'' (ابن ماجہ)

چرند وپرند، پیڑ پودے وغیرہ کے حقوق:

اسلام میں تمام جاندار اور غیر جاندار کے حقوق بھی متعین کیا گیا ہے بلاوجہ شجر وحجر کو کاٹنے کی سخت ممانعت ہے۔ تمام چوپائے اور غیر چوپائے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انسان کے علاوہ کائنات میں جتنی مخلوقات ہیں وہ سب انسان ہی کے لئے اللہ کا انعام اور احسان ہے ان نعمتوں پر اللہ کی شکر گزاری کرنی چاہیے اور ان سب کے حقوق بھی ادا کرنا چاہیے تاکہ معاشرہ اور دنیا کی رونق اور اعتدال باقی رہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر جارہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی، پس اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا، (باہر آکر اس نے) ایک کتا دیکھا جس کی زبان پیاس کی شدت سے باہر نکل رہی تھی وہ اس کی شدت سے (زمین) گیلی مٹی چاٹ رہا تھا تو اس شخص نے سوچا اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی، وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنی جراب سے پانی بھر کر کتے کو پانی پلا دیا، اللہ نے اس کے اس عمل سے بہت خوش ہوا اور اسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، کیا ہمارے لیے جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں اجر ہے؟ تو فرمایا: جس کا جگر نرم اور رسیلا ہے اس میں اجر ہے'' (صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۶۶۳ صحیح المسلم حدیث نمبر ۲۲۴۴)

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی جسے اس عورت نے باندھ رکھا تھا، نہ اسے کچھ کھلاتی تھی اور نہ ہی کھولتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے کچھ کھالیتی، یہاں تک کہ اسی لاپرواہی میں وہ بلی مرگئی۔(صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۶۱۹)

حقوق مساوات ورواداری: اسلام میں مرد وعورت، آقا وغلام، امیر وغریب، رنگ ونسل، قوم ومذہب کے امتیاز کئے بغیر سب کے حقوق برابر ہیں چاہے وہ انسان کسی قبیلے سے ہو عربی ہو یا غیر عربی، گورا ہو یا کالا سب برابر کا حق رکھتے ہیں کیونکہ تمام انسان بنی نوع انسان آدم کی اولاد ہیں اور قبائلی تفاخر، مال ودولت، سب کے سب دنیاوی شان وشوکت ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر میں اعلیٰ وہ انسان ہے جو کہ تمام مخلوقات کے حقوق کی حفاظت کرتا ہو، جو سب سے زیادہ متقی ہو، جو شریف اور پرہیزگار ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ'' (الحجرات: ۱۰) ترجمہ: تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے حسد مت کرو، نہ خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ دو، نہ باہم بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے بے رخی اختیار کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرے اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے حقیر گردانے اور نہ اس کو بے سہارا چھوڑے۔ تقوی یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ ایک شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر تصور کرے، ہر مسلمان کا خون، اس کی مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔(صحیح مسلم)

عام مسلمانوں کے حقوق: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا اور چھینکنے والے کو چھینک کا (یرحمك الله سے) جواب دینا، (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں جب تمہاری اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت کردے تو اسے قبول کرو جب وہ تجھ سے خیرخواہی کا طالب ہو تو اس سے خیرخواہی کرو، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمدلله کہے تو اس پر (یرحمك الله کہو) جب وہ بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرو اور جب وہ مرجائے تو اس کے پیچھے چلو (یعنی اس کے جنازے میں شریک ہو)

قارئین کرام! انسان کی حیثیت سے ہماری تخلیق باعث مبارک باد ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک انوکھا انعام واکرام ہے۔ انسان ہی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور اشرف مخلوق ہے اور کائنات کا ہر ذرے کا وجود انسان ہی کے لئے ہے۔ خالق کائنات کا منشا بھی یہی ہے کہ ان کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ تاکہ یہ چمن ہمیشہ ہرا بھرا اور تروتازہ رہے غرضیکہ انسانی حقوق کے بارے میں مذہب اسلام کی تعلیم بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔

☆☆☆

دکتور باب العالم بن دین محمد، نواپاڑا، بیر بھوم، مغربی بنگال
8609113165

حضرت محمد ﷺ کے بارے میں سابقہ کتب سماویہ میں پیشگوئیاں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:۸۹)

اوران کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالانکہ پہلے یہ خود اس کے ساتھ کفر پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر۔

دلوں پر حق بات کا اثر نہ کرنا، کوئی فخر کی بات نہیں ہے یستفتحون کے ایک معنی یہ ہیں غلبہ اور نصرت کی دعا کرتے تھے، یعنی جب یہ یہود مشرکین سے شکست کھا جاتے تو اللہ سے دعا کرتے، یا اللہ آخری نبی جلد مبعوث فرما، تا کہ اس سے مل کر ہم ان مشرکین پر غلبہ حاصل کریں، لیکن بعثت کے بعد علم رکھنے کے باوجود نبوت محمدی پر محض حسد اور غرور کی وجہ سے ایمان نہیں لائے یعنی اس بات کی معرفت کے بعد بھی کہ حضرت محمد ﷺ وہی آخری پیغمبر ہیں، جن کے اوصاف تورات اور انجیل میں مذکور ہیں اور جن کی وجہ سے ہی اہل کتاب ان کے ایک ''نجات دہندہ'' کے طور پر منتظر بھی تھے، لیکن ان پر محض اس جلن اور حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے کہ یہ نبی ہماری نسل میں سے کیوں نہیں ہوئے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۱۴۴ تا ۱۴۶)

ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔ اہل کتاب کو اس بات کے لئے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں اور آپ اگر چہ اہل کتاب کو تمام دلیلیں دے دیں لیکن وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ان کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور اگر آپ باوجود یہ کہ آپ کے پاس علم آچکا پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔

اہل کتاب کے مختلف صحیفوں میں خانہ کعبہ کے قبلہ آخر الانبیاء ہونے کے واضح اشارات موجود ہیں اس لئے اس کا برحق ہونا انہیں یقینی طور پر معلوم تھا، مگر ان کا نسلی غرور و حسد قبول حق میں رکاوٹ بن گیا۔ کیونکہ یہود کی مخالفت تو حسد و عناد کی بنا پر ہے، اس لئے دلائل کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ گویا اثر پذیری کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا دل صاف ہو یہود کا قبلہ صخرہ بیت المقدس اور عیسائیوں کا بیت المقدس کی شرقی جانب ہے اہل کتاب کے یہ دو گروہ بھی ایک قبلے پر متفق نہیں تو مسلمانوں سے کیوں یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں ان کی موافقت کریں گے۔ یعنی مقصد امت کو متنبہ کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کے علم کے باوجود اہل بدعت کے پیچھے لگنا، گمراہی ہے۔ پھر اہل کتاب کے ایک فریق کو کتمان حق کا مجرم قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان میں ایک فریق عبداللہ بن سلام جیسے لوگوں کا بھی تھا جو اپنے صدق وصفائے باطنی کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام:۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو ضائع کر لیا ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

''یعرفون'' میں ضمیر کا مرجع رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اہل کتاب آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں کیونکہ آپ کی صفات ان کی کتابوں میں بیان کی گئی تھیں اور ان صفات کی وجہ سے وہ آخری نبی کے منتظر بھی تھے۔ اس لیے اب ان میں سے ایمان نہ لانے والے سخت خسارے میں ہیں۔

فان كنت لا تدری فتلك مصيبة
وان كنت تدری فالمصيبة اعظم

اگر تجھے علم نہیں ہے تو یہ بھی اگر چہ مصیبت ہی ہے تاہم اگر علم ہے تو پھر زیادہ بڑی مصیبت ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(الاعـــراف:۱۵۷) جولوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ وطوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جولوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

یہ آیت بھی اس امر کی وضاحت کے لیے نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہے کہ رسالت محمد یہ پر ایمان لائے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں اور ایمان وہی معتبر ہے جس کی تفصیلات محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور معروف وہ ہے جسے شریعت نے اچھا کہا ہے اور منکر، وہ ہے جسے شریعت نے برا قرار دیا ہے۔ یہ بوجھ اور طوق وہ ہیں جو پچھلی شریعت میں تھے۔ مثلاً نفس کے بدلے نفس کا قتل ضروری تھا (دیت یا معافی نہیں تھی) یا جس کپڑے کو نجاست لگ جاتی، اس کو کاٹ دینا ضروری تھا، شریعت اسلامیہ نے اسے صرف دھونے کا حکم دیا۔ جس طرح قصاص میں دیت اور معافی کی بھی اجازت دی وغیرہ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’مجھے آسان دین حنفی کے ساتھ بھیجا گیا ہے‘‘ (مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۶ جلد ۶ ص ۱۱۶، ۲۳۳) لیکن افسوس! اس امت نے اپنے طور پر رسوم ورواج کے بہت سے بوجھ اپنے اوپر لاد دیئے ہیں اور جاہلیت کے طوق زیب گلو کر لیے ہیں۔ هداها الله تعالیٰ

ان آخری الفاظ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو محمد ﷺ پر ایمان لانے والے اور ان کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ جو رسالت محمد یہ پر ایمان نہیں لائیں گے، وہ کامیاب نہیں، خاسر اور ناکام ہوں گے۔ علاوہ ازیں کامیاب سے مراد بھی آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی قوم رسالت محمد یہ پر ایمان نہ رکھتی ہو اور اسے دنیاوی خوشحالی وفراوانی حاصل ہو۔ جس طرح اس وقت مغربی ویورپی اور دیگر بعض قوموں کا حال ہے کہ وہ عیسائی یا یہودی یا کافر ومشرک ہونے کے باوجود مادی ترقی اور خوشحالی میں ممتاز ہیں۔ لیکن ان کی یہ ترقی عارضی اور بطور امتحان واستدراج ہے۔ یہ ان کی اخروی کامیابی کی ضمانت یا علامت نہیں۔

اسی طرح واتبعوا النور الذی انزل معه سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو نور آپ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہ قرآن مجید ہی ہے اور المائدہ کی آیت ۱۵ میں بھی نور سے مراد قرآن مجید ہی ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کی اس نص سے واضح ہو گیا نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد ایک ہی چیز یعنی قرآن کریم ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ جیسا کہ وہ اہل بدعت باور کراتے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی بابت ’’نور من نور الله‘‘ کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے۔ اسی طرح اس خانہ ساز عقیدے کے اثبات کے لیے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے ساری کائنات پیدا کی۔ حالانکہ یہ حدیث، حدیث کی کسی بھی مستند مجموعے میں موجود نہیں ہے علاوہ ازیں یہ اس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا ’’ان اول ما خلق الله القلم‘‘ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد میں ہے محدث البانی لکھتے ہیں فالحدیث صحیح بلا ریب وهو من الادلة الظاهرة علی بطلان الحدیث المشهور اول ما خلق الله نور نبیك یا جابر (تعلیقات المشكوة جلد ا ص ۳۴) مشہور حدیث جابر کہ اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا، باطل ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (هود:۱۷) کیا وہ شخص جو اپنے رب کے پاس کی دلیل پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف کا گواہ ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (گواہ ہو) جو پیشوا اور رحمت ہے (اوروں کے برابر ہوسکتا ہے؟) یہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور تمام فرقوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہو اس کے آخری وعدے کی جگہ جہنم ہے، پس تو اس میں کسی قسم کے شبہ میں نہ رہ، یقیناً یہ تیرے رب کی جانب سے برحق ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہوتے۔

منکرین اور کافرین کے مقابلے میں اہل فطرت اور اہل ایمان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ’’اپنے رب کی طرف سے دلیل‘‘ سے مراد وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہے الہ واحد کا اعتراف اور اسی کی عبادت۔ جس طرح کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ’’ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بنا دیتے ہیں‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، ومسلم، کتاب القدر) ’’یتلوه‘‘ کے معنی ہیں، اس کے پیچھے۔ یعنی اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو، گواہ سے مراد قرآن یا محمد ﷺ ہیں، جو اس فطرت صحیحہ کی طرف دعوت دیتے اور اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تورات بھی جو پیشوا بھی ہے اور رحمت کا سبب بھی ہے۔ یعنی یہ کتاب موسیٰ بھی قرآن پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو منکر وکافر ہے اور اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل پر قائم ہے، اس پر ایک گواہ (قرآن، یا پیغمبر اسلام) بھی ہے، اسی طرح اس سے پہلے نازل ہونے والی کتاب، تورات میں بھی اس کے لئے پیشوائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور وہ ایمان لے آتا ہے کیا یہ دونوں شخص برابر ہوسکتے ہیں؟ یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ایک مومن ہے اور دوسرا کافر۔ ایک ہر طرح کے دلائل سے لیس ہے، اور دوسرا بالکل خالی ہے۔ اور تمام فرقوں سے مراد، روئے زمین پر پائے جانے والے مذاہب ہیں، یہودی، عیسائی، زرتشتی، بدھ مت، مجوسی، اور مشرکین وکفار وغیرہم، جو بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے، ’’قسم ہے، اس ذات کی جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے، اس امت کے جس یہودی یا عیسائی نے بھی میری نبوت کی بابت سنا اور پھر مجھ پر ایمان نہیں لایا، وہ جہنم میں جائے گا“۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ وسلم ابی جمیع الناس)

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (الرعد:۴۳)

یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں۔ آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (المؤمنون:۶۹) یا انہوں نے اپنے پیغمبر کو پہچانا نہیں کہ اس کے منکر ہو رہے ہیں؟

یہ بطور توبیخ کے ہے، کیونکہ وہ پیغمبر کے نسب، خاندان اور اسی طرح اس کی صداقت وامانت، راست بازی اور اخلاق وکردار کی بلندی کو جانتے تھے اور اس کا اعراف کرتے تھے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (طه:۱۳۳) انہوں نے کہا کہ یہ نبی ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لایا؟ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی واضح دلیل نہیں پہنچی؟

ان سے مراد تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ہیں۔ کیا ان میں نبی ﷺ کی صفات موجود نہیں ہیں، جن سے ان کی نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کے پاس پچھلی قوموں کی یہ حالات نہیں پہنچے کہ انہوں نے جب حسب خواہش معجزے کا مطالبہ کیا اور وہ انہیں دکھادیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائیں تو انہیں ہلاک کردیا گیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہوگیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہوگیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا، تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

”انجیل“ پر وقف کی صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ ان کی یہ خوبیاں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کی یہی خوبیاں تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ ابتداء میں وہ قلیل تھے، پھر زیادہ اور مضبوط ہوگئے، جیسے کھیتی، ابتداء میں کمزور ہوتی ہے، پھر دن بہ دن قوی ہوتی رہتی ہے حتی کہ مضبوط تنے پر وہ قائم ہوجاتی ہے۔ یا کافر غیظ وغضب میں مبتلا ہوں۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑھتا ہوا اثر ونفوذ اور ان کی روز افزوں قوت وطاقت، کافروں کے لئے غیظ وغضب کا باعث تھی، اس لیے کہ اس سے اسلام کا دائرہ پھیل رہا اور کفر کا دائرہ سمٹ رہا تھا۔ اس آیت میں استدلال کرتے ہوئے بعض ائمہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعناد رکھنے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس فرقہ ضالہ کے دیگر عقائد بھی ان کے کفر پر ہی دال ہیں۔ اس پوری آیت کا ایک ایک جزء صحابہ کرام کی عظمت وفضیلت، اخروی مغفرت اور اجر عظیم کو واضح کررہا ہے، اس کے بعد بھی صحابہ کے ایمان میں شک کرنے والا مسلمان ہونے کا دعوی کرے تو اسے کیوں کر دعوائے مسلمانی میں سچا سمجھا جاسکتا ہے؟

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصف:۶)

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اس لیے بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل نے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی، اسی طرح انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی انکار کیا، اس میں نبی ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ یہ یہود صرف آپ ہی کے ساتھ اس طرح نہیں کررہے ہیں، بلکہ ان کی تو ساری تاریخ ہی انبیاء کی تکذیب سے بھری پڑی ہے۔ تورات کی تصدیق کا مطلب یہ ہے کہ میں جو دعوت دے رہا ہوں، وہ وہی ہے جو تورات کی بھی دعوت ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے، کہ جو پیغمبر مجھ سے پہلے تورات لے کر آئے اور اب میں انجیل لے کر آیا ہوں، ہم دونوں کا اصل ماخذ ایک ہی ہے۔ اس لیے جس طرح تم موسی اور ہارون اور داؤد وسلیمان علیہم السلام پر ایمان لائے، مجھ پر بھی ایمان لاؤ، اس لیے کہ میں تورات کی تصدیق کررہا ہوں نہ کہ اس کی تردید وتکذیب۔ اور حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد آنے والے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی خوشخبری سنائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ معجزات کو جادو سے تعبیر کیا، جس طرح گذشتہ قومیں بھی اپنے پیغمبروں کو اسی طرح کہتی رہی ہیں۔

☆☆☆

اسلام میں بیوی کے حقوق

ابوعدنان سعید الرحمن بن نورالعین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الھندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

ابتدائے آفرینش سے رب تعالیٰ کا دستور رہا ہے کہ اس نے انسانوں کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے جس سے جہاں ایک طرف انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے، وہیں دوسری طرف نسل انسانی کی افزائش بھی ہوتی ہے۔خاوند اور بیوی معاشرے میں دو ایسے رشتے ہیں، جو ایک دوسرے کے لئے انتہائی پاکیزہ اور بے حد محترم ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک کے کچھ حقوق متعین کئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو تاکید کی ہے کہ وہ اس رشتے کی عظمت و وقار کا پاس و لحاظ رکھیں اور اپنے جیون ساتھی کے حقوق و واجبات کی پاس داری کریں۔مذہب اسلام نے شوہر کو گھر کا قوام، ذمہ دار اور پاسبان بنایا ہے تو دوسری طرف بیوی کو بھی حد درجہ عزت بخشی ہے تاکہ اسلامی ماحول میں خواتین مظلوم نہ رہیں اور کوئی انسان ان پر ظلم و بربریت کو روا نہ سمجھے۔

خاوند اور بیوی، انسانی زندگی کے دو پہیے ہیں جن میں سے ہر ایک پر دوسرے کی رعایت از حد ضروری ہے۔کسی بھی گھر، خاندان اور معاشرہ کے خوشحال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خاوند و بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق کو جانیں اور ان کا پاس و لحاظ رکھیں۔اگر شوہر و بیوی میں سے کوئی ایک یا دونوں اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں اور فرائض و واجبات کی پاسداری سے پہلوتہی برتتے ہیں تو اس کا انجام ہمارے سامنے طلاق، خاندان میں بگاڑ، معاشرہ میں فساد اور گھر میں لڑائی اور جھگڑا کی شکل میں سامنے آتا ہے۔اس موضوع کی اسی اہمیت کے پیش نظر کتاب وسنت میں وارد بیوی کے بعض اہم حقوق کو درج ذیل سطور میں قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنی زندگی کو خوشحال اور امن وسکون سے پر بنا سکیں اور یہ پاکیزہ رشتہ ٹھوس اور مستحکم ہو سکے۔اللہ ہمیں توفیق ارزانی فرمائے۔

(۱) مہر کی ادائیگی: عورت کا اس کے اپنے شوہر پر پہلا حق یہ ہے کہ وہ اس کا مہر پورا پورا ادا کردے۔نکاح کے بعد استمتاع بضعہ اور عورت کی شرم گاہ سے استفادہ کے جواز کے مقصد سے جو مال یا منفعت عورت کو دیا جاتا ہے، اسے مہر کہتے ہیں۔مذہب اسلام نے مرد پر مہر کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً “(سورۃ النساء/ 4) یعنی اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ “(سورۃ النساء/ 25) یعنی اس لئے ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور قاعدہ کے مطابق ان کے مہر ان کو دو۔

نیز فرمایا: ”فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً “(سورۃ النساء/ 24) یعنی انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔

مزید ارشاد فرمایا: ”وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ“(سورۃ النساء/ 24) یعنی اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو، برے کام سے بچنے کے لئے نا کہ شہوت رانی کرنے کے لئے۔

اسی طرح سے اللہ کے پیارے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں اس بات کی تاکید فرمائی ہے۔عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کی اطلاع دیتے ہوئے کہا: میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔آپ نے پوچھا: ”تم نے اسے مہر دے دیا؟“ جواب دیا: کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دیا ہے۔اس وقت آپ نے انہیں دعا دی: ”بارک الله لک “یعنی اللہ تمہارے لئے برکت کا نزول فرمائے۔ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی سہی“۔(صحیح بخاری/ 1943، صحیح مسلم/ 1427)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔(صحیح بخاری/ 4798، صحیح مسلم/ 1365)

ان آیات کریمہ اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو مہر دینا ضروری ہے۔اگر کوئی شخص عورت کو مہر نہیں دیتا ہے تو ایسے انسان کے بارے میں سخت وعید وارد ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من أعظم الذنوب عندالله عزوجل رجل تزوج امرأة، فلما قضى حاجته منها طلقها و ذهب بمهرها“ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات عظیم گناہوں میں شمار ہوتی ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے، پھر جب اپنی خواہش پوری کرلے تو اس کو طلاق دے دے اور اس کا حق مہر لے اڑے“۔(مستدرک حاکم/ 2743، سنن بیہقی/ 14173، شیخ البانی نے اسے سلسلة الأحاديث الصحيحة/ 999 میں حسن قرار دیا ہے۔)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:"من تزوج امرأة على صداق وهو ينوي أن لا يؤديه ، فهو زان" یعنی اگر کوئی کسی عورت سے متعین مہر پر نکاح کرتا ہے حالانکہ اس کی نیت مہر دینے کی نہیں ہوتی ہے تو ایسا شخص زانی ہے۔(صحيح الترغيب والترهيب/ 1806)

مذکورہ بالا حدیثوں سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ ہر خاوند پر مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔اگر کوئی شخص اس نیت سے شادی کرتا ہے کہ وہ اپنی منکوحہ کو مہر نہیں دے گا تو اس کے تعلق سے سخت وعید آئی ہے کہ وہ شخص بدکار اور زناکار ہوگا۔لہذا، ہر انسان پر ضروری ہے کہ شادی کے بعد اپنی بیوی کو مہر ادا کرے تاکہ اس وعید سے بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس تعلق سے اس سے باز پرس نہ ہو۔

(۲) **نان و نفقہ**: بیوی کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"فَقُلْنَا يٰآدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى" (سورة طه/ ۱۱۷-۱۱۹) یعنی اور ہم نے کہا، اے آدم! یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو مصیبت میں پڑ جائے۔یہاں تو تجھے آرام ہے کہ نہ تو بھوکا ہوتا ہے نہ ننگا اور نہ تو یہاں پیاسا ہوتا ہے نہ دھوپ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔

مذکورہ آیت میں قابل غور یہ ہے کہ جنت سے نکلنے کی بات آدم وحوا دونوں کے لئے کہی گئی، لیکن مصیبت میں پڑنے کی بات صرف آدم علیہ السلام کو کہی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پینا، لباس اور مکان مہیا کرنے کی ساری مشقت مرد کی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ"(سورة النساء/ 34) یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

نان ونفقہ کے وجوب پر کتاب وسنت میں بہت ساری دلیلیں موجود ہیں اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا"(سورة الطلاق/ 7) یعنی کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہئے اور جس پر اس کے رزق کو تنگی کی گئی ہو اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے اپنی حسب حیثیت دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے۔اللہ تنگی کے بعد آسانی و فراغت بھی کردے گا۔

دوسری جگہ فرمایا:"وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا" (سورة البقرة/ 233) یعنی اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔

مزید فرمایا:"وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" (سورة الطلاق/ 4) یعنی اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل ہے۔

یہ آیت بتاتی ہے حمل والی مطلقہ عورت کا نفقہ ضروری ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی بدرجہ اولی نفقہ کی حقدار ہے کیونکہ وہ انسان کے عقد میں ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ بہت ساری ایسی حدیثیں وارد ہیں جن سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مرد پر بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:"اتقوا الله في النساء فانكم أخذتموهن بأمانة الله، واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف" یعنی عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے ان کے ستر (شرمگاہوں) کو حلال کیا ہے، دستور کے مطابق کھانا اور کپڑا دینا تمہارے اوپر ان کا حق ہے۔(صحیح مسلم/ 1218)

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ہمارے اوپر بیوی کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"أن تطعمها اذا طعمت، وتكسوها اذا اكتسيت ولا تضرب الوجه ولا تقبح" یعنی جب تو کھانا کھائے تو اس کو کھلا اور جب کپڑا پہنے تو اس کو پہنا، اس کے چہرے پر مت مارو اور برا مت کہہ، سوائے گھر کے اس کو الگ مت کر۔(سنن ابوداود/ 2142، سنن ابن ماجہ/ 1850، مسند احمد ۴/۴۴۶)

اس کے علاوہ بہت ساری حدیثوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا نان ونفقہ نہیں دیتا تو وہ گنہگار ٹھہرتا ہے اور اس پر عنداللہ اس کا مواخذہ ہوگا۔عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"كفى بالمرء اثما أن يضيع ممن يقوت" یعنی آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جس کی خوراک کا ذمہ دار ہے اس سے ہاتھ روک لے"۔(سنن ابوداود/ 1692، مسند احمد ۲/۱۶۰)

بیوی کا نان ونفقہ میں اگر کوئی انسان کوتاہی کرتا ہے تو شریعت اسلامیہ نے بیوی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق شوہر کے مال سے بغیر اس کی جانکاری سے لے سکتی ہے اور وہ اپنے اس عمل میں گنہگار نہیں ہوگی۔ام المومنین عائشہ

رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان کنجوس انسان ہیں، وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتے ہیں جس سے میرا اور میرے بچوں کا گزر بسر ہوسکے، البتہ میں ان کے مال سے ان کی جانکاری کے بغیر کچھ لے لیا کرتی ہوں تو کیا اس مجھے گناہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ”خذی من ماله بالمعروف مایکفیک و یکفی بنیک“ یعنی ان کے مال سے اسی قدر لیا کرو جس سے کہ تمہارا اور تمہارے بیٹے کا گزر بسر ہوسکے۔ (صحیح بخاری/5049، صحیح مسلم/1714)

بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو نفقہ دے رہا ہے تو جہاں ایک طرف اپنی ذمہ داری ادا کررہا ہے، وہی دوسری طرف وہ شخص بے پناہ ثواب اور فضائل سے بھی محظوظ ہورہا ہے۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذا أنفق الرجل علی أهله نفقة وهو يحتسبها كانت له صدقة“ یعنی جب مسلمان اجروثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے صدقہ کا ثواب ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری/5036، صحیح مسلم/1002)

ایک دوسری حدیث میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انک لن تنفق نفقة تبتغی بها وجه الله الا أجرت عليها حتى ما تجعل فی فی امرأتک“ یعنی تم اپنے اہل وعیال پر جو کچھ خرچ کروگے اس کا تمہیں اجر ملے گا حتی کہ تمہیں اس لقمہ کا بھی اجر ملے گا جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (صحیح بخاری/1295، صحیح مسلم/1628)

(۳) **رہائش**: عورت کے لئے رہائش کا انتظام کرنا اور اس کے لئے گھر مہیا کرنا مرد پر ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ“ (سورۃ الطلاق/6) یعنی تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو۔

یہاں قابل غور یہ ہے کہ وہ عورت جسے طلاق رجعی دی گئی ہے جب اس کے لئے رہائش مہیا کرنا لازم کیا گیا ہے تو وہ عورت جو آدمی کے نکاح میں ہو، وہ بدرجہ اولی رہائش کی حقدار ہوگی۔

مزید فرمایا: ”وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ (سورۃ النساء/19) یعنی ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو۔

بھلے طریقے سے زندگی بسر کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی ایک گھر اور ٹھکانہ مہیا کرے جس میں عورت اپنے مال و متاع کو بحفاظت رکھ سکے، اس میں رہ کر لوگوں کی نظروں سے چھپ سکے اور حسب موقع وحسب ضرورت اپنے شوہر سے لطف اندوز ہوسکے۔ (ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامة المقدسی ۹/۲۳۷)

امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کے بقول: شوہر پر اپنی طاقت کے بقدر بیوی کو رہائش فراہم کرنا ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ“ (سورۃ الطلاق/6) یعنی تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو۔ ملاحظہ ہو: المحلی لابن حزم ۹/۲۵۳)

ایک انسان کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو منفرد اور مستقل کمرہ اور روم فراہم کرنا چاہئے، الا یہ کہ کوئی خاتون اپنی سوکن یا ساس، نند اور شوہر کے دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کا تذکرہ فرماتے ہوئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ ...“ (سورۃ الأحزاب/53) یعنی اے مومنو! بلا اجازت نبی کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں کا اعتبار کرتے ہوئے یہاں پر جمع کا صیغہ مستعمل ہوا ہے اور اسی سے استدلال کرتے ہوئے علمائے کرام نے کہا ہے کہ اگر انسان کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو مستقل رہائش فراہم کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر شوہر بیوی کو مستقل رہائش دینے سے عاجز ہو تو بیوی کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر سے ایسی چیز کا مطالبہ کرے جس سے وہ عاجز ہو۔ اسے رحیبانی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اپنی کتاب مطالب اولی النهى فی شرح غاية المنتهى ۵/۱۲۲ میں نقل کیا ہے۔

(۴) **بیوی کی دینی تعلیم کا مناسب انتظام کرنا**: عورت کی تعلیم مرد کے ذمہ ہے اور یہ عورت کا حق ہے۔ شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کی دینی تعلیم کے معاملے میں بھی ایسی ہی دلچسپی کا مظاہرہ کرے جیسا کہ اس کے کھانے اور کپڑوں کے معاملہ میں مرد حضرات حساس ہوتے ہیں کیونکہ یہ ایسی ضرورت ہے جس سے عورت کی آخرت سنورتی ہے۔ ایک انسان جب اپنی اہلیہ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرے گا تو اس کے بہتر اثرات سے خود مستفید ہوگا۔ ان کے بچوں کی زندگی سدھر جائے گی اور گھر کا ماحول انتہائی پرسکون رہے گا کیونکہ ایک پڑھی لکھی خاتون کبھی بھی اپنے شوہر کی نافرمانی نہیں کرسکتی اور ایسا اقدام نہیں کرسکتی جس سے گھر اور خاندان میں اختلاف وانتشار اور شقاق ونفاق پھیلے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ” يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

"(سورۃ التحریم/ 6) یعنی اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں۔

یہ بات کسی صاحب عقل سے مخفی نہیں کہ جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اصول دین کی تعلیم ضروری ہے۔ اللہ کی توحید، ارکان ایمان، ارکان اسلام، حلال و حرام، عبادات و معاملات اور مکارم اخلاق سکھا کر اہل وعیال کی تربیت کریں۔ علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ "قوا أنفسكم و أهليكم" کی تفسیر کے تعلق سے فرماتے ہیں: "أدبوهم و علموهم الخير" یعنی انہیں ادب سکھاؤ اور ان کو خیر کی تعلیم دو۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۳۹۱)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات میں وتر پڑھتے تو کہتے: "قومي فأوتري يا عائشة" یعنی عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔ (صحیح مسلم/ 744)

(۵) بیوی کے رازوں کو فاش نہ کرنا: عورت کے ساتھ وفا کا تقاضا ہے کہ شوہر، میاں بیوی کے مشترک معاملات کو نہ پھیلائے۔ اگر شوہر بیوی کی خفیہ باتوں کو پھیلاتا ہے تو یہ عہد زوجیت کے منافی ہوگا اور عورت کے ساتھ خیانت اور اسے تکلیف دینے کے مترادف ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیح فعل کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے فاعل کی مذمت فرمائی ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان من أشر الناس عندالله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي الى امرأته و تفضي اليه ثم ينشر سرها" یعنی لوگوں میں بدترین آدمی اللہ کی نظر میں وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے خواہش پوری کرتا ہے اور اس کی بیوی اس سے خواہش پوری کرتی ہے پھر وہ اپنی بیوی کے راز کو افشا کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم/ 1437)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے لئے بیوی کے راز کو فاش کرنا قطعا جائز نہیں ہے۔ علمائے کرام نے اس عموم سے بعض حالات کو استثناء کیا ہے اور کہا ہے کہ جب شرعی حکم بیان کرنا ہو، نصیحت کرنے کا ارادہ ہو یا میاں بیوی کے موجود اختلاف کو ختم کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ ضرورت کے بقدر ہم بستری کے مسائل یا میاں بیوی کے درمیان ہونے والے امور کو شیئر کیا جا سکتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہم بستری کرتا ہے اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے تو کیا اس پر غسل ضروری ہوگا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اس طرح سے میں اور یہ کرتے ہیں اور اس کے بعد غسل کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم/ 350)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر مصلحت ہو اور کوئی ضرر نہ ہو تو اس طرح کی باتیں بیوی کی موجودگی میں کہی جا سکتی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عبارت میں جواب اس وجہ سے دیا تاکہ بات اچھے ڈھنگ سے سمجھ میں آسکے۔ (شرح مسلم ۴/۴۲)

(٦) بیوی کے معاملے میں غیرت اور اس میں اعتدال: عورت کے معاملے میں مرد کا غیرت مند ہونا نہایت ہی قابل تعریف امر ہے۔ اچھے اور نیک لوگ غیرت جیسی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ مرد کے دل میں غیرت کا جذبہ اس کی مردانگی کی دلیل ہے۔ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے نہایت غیرت مند ہو، اسے لوگوں کی نگاہوں اور زبانوں سے محفوظ رکھے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ غیرت عورت سے بدگمانی کا نام نہیں ہے اور نا ہی عورت کے خلاف مواقع تلاش کرنے کا نام ہے بلکہ یہ صفت تو قابل مذمت ہے۔ جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان من الغيرة غيرة يبغضها الله، وهي غيرة الرجل على أهله من غير ريبة" یعنی کچھ غیرت ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کسی شک وشبہ کی بات کے بغیر اپنی بیوی پر غیرت کرے"۔ (سنن ابوداود، مسند احمد ۵/۴۴۵)

اسلام نے نہایت ہی مستحسن انداز میں غیرت کے حدود وضوابط کو متعین کر دیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مرد اپنی اجازت کے بغیر اپنے گھر میں کسی مرد یا عورت کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں یا اجنبی ہوں کیونکہ گھر اور خاندان کی مصلحت کا علم مرد کو ہے اور وہ عورت پر حاکم و منتظم ہے۔ ممکن ہے کسی قرابت دار کے بارے میں مرد کی رائے ہو کہ وہ خاندان کو بگاڑ دے گا۔

جہاں تک اجنبی مرد کا تعلق ہے تو کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اجنبی مرد کو اپنی بیوی کے پاس جانے کی اجازت دے اور نا ہی کسی بیوی کے لئے جائز ہے کہ اگر شوہر نے اجازت بھی دے دی ہو تو کسی اجنبی مرد کو اپنے گھر میں داخلہ کی اجازت دے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مرد کے قریبی رشتہ داروں (دیور وغیرہ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: "قریبی رشتہ دار تو موت ہے"۔ (صحیح بخاری/ 4934، صحیح مسلم/ 2172)

۲- عورت اپنے گھر سے نکل کر مردوں کی انجمنوں اور سوسائٹیوں میں جا کر حصہ نہ لے۔

۳-عورت سے زیادہ دنوں تک دوررہ کراسے مشقت میں نہ ڈالے۔گندے کہانیوں،فحش ناولوں اورعریاں میگزینوں کے مطالعہ سے بچائے۔

(۷) **حسن معاشرت**:حسن معاشرت کوآسان لفظوں میں بھلےانداز میں زندگی بسرکرنے سےتعبیرکیاجاسکتاہے۔اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:"وعاشروهن بالمعروف" (سورۃ النساء/191) یعنی ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو۔

آیت کریمہ میں حسن معاشرت اور بھلے انداز میں زندگی بسر کرنے کا جوحکم دیا گیا ہے وہ انتہائی جامع ہے اوراس کے مفہوم میں بہت سی باتیں شامل ہیں مثلاً شوہر اپنی بیوی کا مہر اور نان ونفقہ ادا کرے، اس کے لئے پرسکون رہائش مہیا کرے، بلاسبب اس کے سامنے منہ نہ بگاڑے، ترش روئی نہ اختیار کرے، کسی دوسری عورت کی طرف اپنا میلان ظاہر نہ کرے، میٹھی باتیں کرے، چاہت نا ہو پھر بھی الفت ومحبت کا اظہار کرے۔ واضح ہو کہ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت میں جھوٹ کی اجازت نہیں سنی ہے البتہ تین موقعوں پر: جنگ کے وقت، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے، میاں بیوی کا آپس میں بات چیت کرتے وقت'۔(صحیح مسلم/2605)

حسن معاشرت کے تقاضے:

۱-**بیوی کے ساتھ عمدہ اخلاق سے پیش آنا**:ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"أكمل المؤمنين أحسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائهم" یعنی ایمان کے لحاظ سے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اورتم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جواپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہو۔(سنن ترمذی/1162،صحیحہ/284)

۲-**بیوی کی خوبیوں اور خامیوں کا موازنہ کرنا**:فطرتاً ہرانسان کے اندر کچھ خوبیاں اورخامیاں ہوتی ہیں۔اس سے کوئی انسان مستثنیٰ نہیں ہے اورکوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کے اندر صرف اورصرف اچھائیاں اورخوبیاں پائی جاتی ہیں۔عورت بھی ایک انسان ہے،لہذا وہ اس قاعدہ اوراصول سے خارج نہیں ہے۔اس لئے مرد کوچاہئے کہ جب بیوی سے کوئی غلطی ہوتو اس کی خوبیوں اوراچھائیوں کو یاد کرے اور غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظرانداز کرے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لايفرك مؤمن مؤمنة ان كره منها خلقا رضي منها آخر" یعنی کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے،اگراس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو ضرورکوئی دوسری پسند ہوگی۔(صحیح مسلم/1469)

۳-**بیوی کی کوتاہیوں اورخامیوں پرصبر کرنا**:ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:ماضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده ولا امرأة ولا خادما الا أن يجاهد في سبيل الله... یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو، البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔(صحیح مسلم/2327)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:"مارأيت أحدا كان أرحم بالعيال من رسول الله صلى الله عليه وسلم" یعنی میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے لئے رحیم وشفیق کسی کو نہیں دیکھا۔(صحیح مسلم/2316)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حقیقت بیانی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص انس رضی اللہ عنہ کا اعتراف حقیقت اس بات پر شاہد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی کوتاہیوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ایک مومن کی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ایسا ہی معاملہ روا رکھے کہ اس کی کوتاہیوں اورخامیوں پرصبر وشکیبائی کا مظاہرہ کرے اورکوئی ایسا اقدام نہ کرے جوشرعا اورعقلا ہر اعتبار سے درست نہ ہوا۔

۴-**بیوی کے سامنے چہرے کوشگفتہ رکھنا**:ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لا تحقرن من المعروف شيئا ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق" یعنی کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو،اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ روئی اور شگفتہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی ایک نیکی ہے۔(سنن ابوداود/4084)

اس حدیث پرغورکریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو عمومی طور پر دوسرے مسلم بھائی سے اچھے انداز میں ملنے کی رہنمائی فرمائی ہے تاکہ معاشرے میں امن وسکون کا ماحول قائم رہے اور باہمی اختلاف وانتشار کو ہرگز جگہ نہ مل سکے۔بیوی جو ہمہ وقت انسان کے ساتھ رہتی ہے تو بھلا اس نیکی کا اس سے زیادہ کون مستحق ہوسکتا ہے۔

۵-**بیوی کی رائے اورمشورہ کا احترام**:اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے دن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مشورہ قبول کیا اور وہ مسلمانوں کے حق میں انتہائی مفید ثابت ہوا۔

بعض روایتوں میں جوآتا ہے:"شاوروهن و خالفوهن" یعنی عورتوں سے مشورہ ضرور کرو،لیکن جو مشورہ دیں،اس کے الٹا کام کرو۔یہ روایت موضوع ہے۔اسے امام سخاوی نے المقاصد الحسنۃ میں موضوع قرار دیا ہے۔لہذا،عورتوں کے مشورے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے کاموں کی انجام دہی کے تعلق سے مشورے میں اپنی اہلیہ کو شریک رکھے اور مناسب مشورہ ملے تو

اس کا احترام کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد بھی کرے۔

۶- گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرنا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”**یا بنی اذا دخلت علی أهلک فسلم، یکن برکة علیک و علی أهل بیتک**“ یعنی جب تم اپنے اہل وعیال پر داخل ہوتو سلام کرو۔تمہارا سلام خود تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہے۔(سنن ترمذی/2698، اسے شیخ البانی نے **صحیح الترغیب والترهیب**/1608 میں **حسن لغیرہ** قرار دیا ہے۔)

۷- بیوی کی غلطیوں کی تلاش میں نہ رہنا: حسن معاشرت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آدمی عورت کی غلطیوں کی تلاش میں نہ رہے۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :**نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یطرق الرجل أهله لیلا یتخونهم أو یلتمس عثراتهم** یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ کوئی انسان رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچے، ان کی خیانت یا لغزش کو تلاش کرنے کے ارادے سے(صحیح بخاری/4946)

عموماً جو لوگ بہت دنوں تک باہر رہتے ہیں، ان کی بیویاں بنا بناؤ سنگار کے رہتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ رات کے وقت کوئی اس حالت میں اپنی بیوی کے پاس پہنچے گا تو اسے اپنی بیوی سے نفرت ہوجائے۔اس وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت بیوی کے پاس آنے سے منع کیا ہے۔

۸- علاج ومعالجہ کرنا: عورت جب بیمار ہوتو حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ اس کا علاج ومعالجہ کیا جائے، خواہ مرض کی مدت کتنی طویل ہوجائے اور اس دوران مرد اس سے فائدہ نہ اٹھا رہا ہو بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے کہ مرد بنفس نفیس اس کی دیکھ ریکھ اور نگرانی کرے، جیسا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوسکے کیونکہ ان کی اہلیہ محترمہ بیمار تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا: ”تم ان کے ساتھ ٹھہرو، تمہیں بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا اور مال غنیمت میں سے حصہ ملے گا“۔(صحیح بخاری ۷/۴۸)

۹- تعدد ازدواج کی صورت میں عدل وانصاف کرنا: حسن معاشرت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اگر انسان کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو باری کی تقسیم اور نان ونفقہ دینے میں عدل وانصاف سے کام لے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**من کانت له امرأتان فمال الی احداهما جاء یوم القیامة وشقه مائل**“ یعنی جب کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل وانصاف سے کام نہ لیا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔(سنن ابوداود/2133 شیخ البانی نے صحیح الجامع/6515 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

۱۰- گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانا: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کس طرح کے کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: **کان بشرا من البشر یفلی ثوبه و یحلب شاته ویخدم نفسه** یعنی آپ ایک انسان تھے۔اپنے کپڑوں میں پیوندکاری کیا کرتے تھے، اپنی بکریوں کو دوہا کرتے تھے اور اپنے کام کو بخود انجام دیا کرتے تھے۔(مسند احمد/26194، اسے شیخ البانی نے **سلسلة الأحادیث الصحیحة**/671 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

مسند احمد/24903 کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: **کان یخیط ثوبه ویخصف نعله ویعمل ما یعمل الرجال فی بیوتهم** یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں میں پیوند لگایا کرتے تھے اور اپنے جوتوں کو ٹانکا کرتے تھے اور دوسرے لوگ اپنے گھروں میں جو کام کیا کرتے ہیں، وہ سبھی کام آپ بھی کیا کرتے تھے۔(اسے شیخ البانی نے صحیح الجامع/4937 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کس طرح کے کام کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ گھر میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔(صحیح بخاری/676)

۱۱- بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا: خوش طبعی سے عورتیں زندگی میں خوش گوار محسوس کرتی ہیں اور تروتازہ رہتی ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے ساتھ ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ بھی لگاتے۔ایک دفعہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ گئیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے آگے بڑھ جاتے۔آپ نے اسی بات پر ایک دن فرمایا: ”**هذه بتلک السبقة**“ یعنی یہ اس دوڑ کا بدلہ ہے۔(سنن ابوداود/2578)

یہ رہے بعض اہم وہ حقوق جو ایک انسان پر اپنی بیوی کے تعلق سے واجب ہیں۔اگر کوئی انسان مذکورہ بالا سبھی حقوق کی ادائیگی کرے تو اسے ازدواجی زندگی میں کبھی بھی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ پیار ومحبت اور الفت ولگاؤ کے ساتھ میاں بیوی دونوں زندگی گزاریں گے لیکن جونہی ہم ان حقوق کی ادائیگی سے پہلوتہی برتیں گے اور انہیں ادا کرنے میں کوتاہی کریں گے تو پھر شب وروز ہمیں مختلف دقتوں اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور سب سے خطرناک بات یہ ہوگی کہ جس گھر اور خاندان میں ان حقوق کی پاسداری نہیں ہوگی، ان میں پلنے والے بچے بھی ہرگز اسلامی تعلیمات و ہدایات کے مطابق تربیت نہیں پائیں گے بلکہ وہ بچے بھی مختلف طرح کی برائیوں کے دلدل میں پھنس جائیں گے۔

☆☆☆

شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

عورت جنت میں شوہر کے ساتھ ہوگی

اگر کوئی مسلمان عورت دنیا میں دوشوہروں کی زوجیت میں رہی ہو اور اس کے دونوں شوہر جنتی ہوں تو وہ عورت جنت میں کس کے ساتھ ہوگی، اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی/حفظہ اللہ رئیس قسم الافتاء بالجامعۃ المحمدیہ، منصورہ، مالیگاؤں نے شیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ جواب لکھا ہے کہ:

''آیت کریمہ'' (وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت دونوں شوہروں میں سے جس کے ساتھ رہنے کی خواہش کرے گی اس کے ساتھ رہے گی۔ (مجموعہ فتاوی ص ۱۵۰)

ناچیز راقم الحروف کی معلومات کے مطابق یہ جواب محل نظر ہے، دلیل عام اور اس کے عموم سے استدلال اور اس سے استنباط وہاں تو درست ہے جہاں کوئی نص اور دلیل خاص موجود نہ ہو، لیکن دلیل خاص کی موجودگی میں کسی دلیل کے عموم سے اس دلیل خاص کے خلاف استدلال درست نہیں ہوتا، اور اس مسئلہ میں دلیل خاص موجود ہے، علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے (الصحیحہ) جلد ثالث ص ۲۷۵ میں ''المرأة لآخر ازواجها'' عنوان قائم کرکے چند حدیثیں ذکر کی ہیں، ان سے ثابت ہے کہ ایسی کسی خاتون کا دنیا میں جو آخری شوہر ہوگا، وہ اسی کے تحت جنت میں ہوگی۔ اگر وہ دوسری شادی کرلے تو وہ جنت میں بعد والے آخری شوہر کے تحت ہوگی، ذیل میں وہ حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''المرأة فی آخر ازواجها، او قال: لآخرازواجها'' (رواه ابوالشيخ في ''التاريخ'' ص ۲۷۰) عورت آخری شوہر کے ساتھ ہوگی (یعنی آخرت وجنت میں)

امام البانی فرماتے ہیں:

''اس کی سند صحیح ہے، اس کے تمام رجال ثقہ معروف ہیں، سوائے ایک راوی احمد بن اسحاق جوہری کے، امام ابوالشیخ فرماتے ہیں وہ ثقہ اور حسن الحدیث ہیں، پھر ان کی متعدد حسن حدیثوں کو بیان کیا ہے، ان میں ایک یہ مذکورہ بالا حدیث بھی ہے۔''

(۲) معجم اوسط للطبرانی میں یہ حدیث اس تفصیل کے ساتھ مروی ہے کہ:

امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام دیا۔ تو ام درداء نے پیغام قبول کرنے سے معذرت کردی، اور کہا میں نے ابودرداء کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا ہے:

''ايما امرأة توفي عنها زوجها فتزوجت بعده فهي لآخر زوجها''۔ (جو بیوہ اپنے مرحوم شوہر کے بعد دوسری شادی کرے گی وہ (جنت میں) آخری شوہر کے ساتھ ہوگی۔'' (معجم اوسط:۱/۱۷۵)

اس حدیث کی سند قدرے ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابوبکر بن مریم ہیں، ان کو اختلاط لاحق ہوگیا تھا۔

(۳) مذکورہ تفصیل کے ساتھ اس حدیث کو امام ابوعلی حرانی قشیری نے (تاریخ الرقہ:۳/۳۹/۲) میں روایت کیا ہے، اس میں یہ تفصیل بھی ہے کہ حضرت ام درداء نے حدیث بیان کرنے کے بعد کہا:

''لست اريد بأبي الدرداء بدلا'' (میں ابودرداء کے بدلے کسی اور کو نہیں چاہتی) یعنی اس لئے میں ان کی وفات کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کرسکتی۔

علامہ البانی فرماتے ہیں:

اس حدیث کی اسناد کے رجال ثقات ہیں، معروف ہیں، سوائے ایک راوی عباس بن صالح کے کہ مجھے ان کا ترجمہ نہیں ملا، البتہ، امام ابن حبان نے ان کو اپنی کتاب ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے۔

امام البانی فرماتے ہیں: بالجملہ یہ حدیث بمجموع طرق قوی اور مرفوعا صحیح ہے، امام ابن عساکر نے اسے مرفوعا وموقوفا متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو، تاریخ ابن عساکر (۱۹/۱۹۳/۱)

علامہ البانی لکھتے ہیں اس حدیث کی دو شاہد حدیثیں بھی ہیں:

اول: اسماء بنت ابوبکر صدیق، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ حضرت زبیر ذرا سخت گیر تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کی شکایت اپنے والد سے کی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھایا، کہا بیٹی! صبر کرو، کیونکہ کسی عورت کا شوہر صالح ہو اور اس کا انتقال ہوجائے، اور وہ عورت اس کے بعد دوسری شادی نہ کرے تو وہ دونوں جنت میں ساتھ ہوں گے۔''

یعنی مطلب واضح ہے کہ اگر وہ دوسری شادی کرلے تو اس دوسرے آخری شوہر

کے ساتھ جنت میں ہوگی، پہلے شوہر کے ساتھ نہیں ہوگی۔ اسے امام ابن عساکر نے بہ طریق کثیر بن ہشام عن عبدالکریم عن عکرمہ روایت کیا ہے، لیکن اس سند میں ارسال وانقطاع ہے۔ عکرمہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نہیں پایا ہے۔ تاہم ممکن ہے کہ عکرمہ نے یہ حضرت اسماء سے سنا ہو، حضرت اسماء نے عکرمہ سے یہ بیان کیا ہو، اور عکرمہ کا حضرت اسماء سے لقاء وسماع ثابت ہے۔

دوم: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا:

’’اگر تم چاہتی ہو کہ جنت میں میری بیوی رہو تو میری وفات کے بعد دوسری شادی مت کرنا کیونکہ دنیا میں عورت کا جو آخری شوہر ہوگا۔ جنت میں وہ اسی کے ساتھ ہوگی، اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ازواج کے لئے آپ کی وفات کے بعد بھی کسی سے نکاح کرنا، حرام قرار دیا، کیونکہ وہ سب جنت میں بھی آپ کی بیویاں ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے (۷/ ۶۹-۷۰) میں بہ طریق عیسی بن عبدالرحمٰن سلمی عن ابی اسحاق عن صلۃ عن حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، یہ تمام رواۃ ثقہ ہیں سوائے ابواسحاق بیہقی کے کہ ان کو اختلاط لاحق ہو گیا تھا۔

بہر حال فی الجملہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کی دنیا میں یکے بعد دیگرے دوشادی ہوئی ہو اور دونوں شوہر جنتی ہوں تو وہ عورت جنت میں دوسرے اور آخری شوہر کے ساتھ ہوگی۔

آیت کریمہ سے استدلال پر یہ سوال وارد ہوسکتا ہے کہ صرف بیوی ہی کی خواہش کا لحاظ کیا جائے گا یا شوہر کی خواہش اور پسند کا بھی لحاظ کیا جائے گا، زیر مسئلہ صورت میں عورت نے جس شوہر کو پسند کیا ہے اور جس کی خواہش کی ہے وہ شوہر اس عورت کو نہ چاہے، یا دوسرا شوہر بھی اسی عورت کو چاہے اسی کی خواہش کرے، تو ایسی صورت میں کیا ہوگا؟ کس کی خواہش اور پسند کو پورا کیا جائے گا؟ وہ عورت جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ حدیث کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کا جواب واضح ہے، اس سے استدلال اور اس کی رو سے جواب پر اس طرح کا کوئی سوال وارد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

ا۔ **جامعة المفلحات** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد، لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیرا قامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ (2) .L.K.G تا X مع متوسطہ وعالمیت (3) مختصر عالمیت (تین سالہ) دسویں پاس/فیل طالبات کے لئے (4) فضیلت (دوسالہ) داخلہ، تعلیم، قیام وطعام مفت (5) تدریب المعلمات والداعیات والمفتیات (ایک سالہ) برائے فاضلات، تعلیم، قیام وطعام مفت، ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طالبات جامعہ سند عالمیت سے اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے .B.A میں اور سند فضیلت سے .M.A میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔

فون نمبرات: 9963635354/8008492052/9346823387/7416536037

(2) **جامعة المفلحات** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد، لڑکیوں کی عصری اسلامی، اقامتی وغیرا قامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

شعبہ جات: .L.K.G تا x **مع اسلامک اسٹڈیز** فون نمبرات: 8074001169/9177550406

مسلمہ حکومت تلنگانہ

(3) **جامعة الفلاح** شریف نگر، حیدرآباد لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیرا قامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ مع انگلش، سائنس، تلگو وحساب (2) مختصر عالمیت (تین سالہ) مع کمپیوٹر کورس برائے SSC طلبہ

(3) فضیلت (دوسالہ) تعلیم قیام وطعام مفت، مع ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طلبہ جامعہ سند عالمیت سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے B.A میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔ فون نمبر: 9133428476/9502089170

(4) **فلاح انٹرنیشنل اسکول** شریف نگر، حیدرآباد، لڑکوں کی عصری واسلامی، اقامتی وغیرا قامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

شعبہ جات: Nursery تا x **مع حفظ یا عالمیت** فون نمبر: 9505872810/9133428476

مسلمہ حکومت تلنگانہ

(5) **مرکز الأیتام** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد یتیم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے اسکول وہاسٹل۔ انگلش میڈیم۔ جن لڑکے ولڑکیوں کی عمر 10 سال سے کم ہو اور والد یا والدہ کا انتقال ہو گیا ہو ان کے لئے تعلیم، قیام وطعام، کتب اور یونیفارم کے ساتھ طبی سہولیات کا مکمل انتظام ہے، جس میں سال بھر داخلے جاری ہیں۔

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات (1) **حفظ وناظرہ** (2) .L.K.G تا x **مع دینیات** فون نمبرات: 9000002154/8008492052

المعلن: شریف محمد بن غالب الیمانی الاشراف، رئیس الجامعات

ترجمان

اصغر امام

خیر کے علمبردار بنو- شر سے بیزار رہو!!

یہ بات بہت مشہور ہے، بلکہ ضرب المثل ہے اور عام محاورہ میں متداول ہے کہ ’’جو کے ساتھ گھن بھی پستا ہے‘‘۔ ’’ایک مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے‘‘۔ ’’کرتا ایک ہے بھرتے سب ہیں‘‘ اور کسی نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ

چوں از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہہ را منزلت ماند نہ مہ را

حماقت یا نادانی اور ظلم وزیادتی کمی یا بیشی وحرام کاری وبدکاری، چوری یا ٹھگی، غداری یا خیانت، دھوکہ دھڑی یا چالبازی، چاپلوسی یا چرب زبانی اگرچہ پورے خاندان، فیملی یا ملک ومعاشرہ میں ایک یا چند ہی کرتے ہیں مگر مشہور کر دیا جاتا ہے کہ فلاں خاندان، بستی، گاؤں اور ملک یا خطے کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ‘‘(الانفال:۲۵) ’’اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے‘‘۔

فتنہ برپا کرنے والے ہی شدید عذاب اور برے حالات کا سامنا نہیں کرتے بلکہ ظالموں کے علاوہ سب اس کے پنجہ استبداد میں سب ہی جکڑ جاتے ہیں۔

یہ بات تو بہت بدیہی ہے کہ بدی کی بدبو دور تک پھیلتی ہے۔ برائی اور بدبودار مردار سے بدبو آتی ہے۔ مگر یہ بھی صحیح ہے کہ نیکی بھی بہت پھلدار ہوتی ہے، نیکیوں کی خوشبو دور تک پھیلتی ہے۔ دراصل خوشبو اور بدبو دونوں کی خاصیت ہے کہ پھیلے۔ یہ اس کی فطرت ہے۔ اس میں خوش لگا کر ہم خوشبو بنا دیتے ہیں اور بد لگا کر بدبو ہم ہی بناتے ہیں۔ ان ہر دو صورت میں بو اپنا کام کرتی ہے۔ یعنی پھیلتی ہے، مشام جان کو معطر کرتی چلی جاتی ہے، یا ناک میں دم بھی کرتی رہتی ہے۔ یہ تو فطری بات ہوئی۔ غیر فطری بات یہ ہے کہ بدبو کو پھیلانے کا کام سب کرنے لگتے ہیں یعنی اگر کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس گندگی کو پھیلانے میں عوام الناس موجودہ دور کے بہت سے میڈیا والوں کو بھی مات دیدیتے ہیں۔ میڈیا والے اپنی مطلب براری کے بعد بڑی ہوشیاری سے خاموش تماشائی بن جاتے ہیں اور اپنی غیر جانبداری جمہوریت کے چوتھے ستون ہونے کی اداکاری بھی بڑے ڈھنگ سے کر لیتے ہیں۔ یہ فنکاری ان کی معروف ومسلم ہے۔ ویسے بھی شریف اپنے کام سے کام رکھتا ہے اور اپنے مطلب کی بات کرتا ہے۔ فالتوں کاموں میں پڑ کر کیوں جان جوکھم میں ڈالے اور واویلا مچائے، جھنجھٹ پالے، مگر عوام الناس ہی کیا جو میڈیا والوں کو بھی ان غلط پروپیگنڈوں میں پیچھے نہ چھوڑ دیں۔ بلکہ وہ اپنی عام شناخت سے کیا مجال کہ دست بردار ہو جائیں اور اپنے لازمہ کالانعام کو حذف کرنے پر راضی ہو جائیں۔ عرف عام میں عوام کالانعام ویسے بھی مسلمات میں سے ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ بدبو کو پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں مگر یہی کام اگر علماء کرام وعقلاء دانستہ کرنے لگ جائیں تو سب سے بدتر بن جاتے ہیں۔ مسلم صاحب فرماتے ہیں

ہے تو عالم عابدوں میں جیسے انجم میں قمر
بے عمل نکلا تو پھر وہ سب سے بدتر ہوگیا

دور جدید کے سوشل میڈیا نے ویسے بھی ان کے مین پاور کو بڑھا دیا ہے۔ پہلے یہ کام دائی، نائی، دایہ، پرایا انجام دیتے تھے۔ اب سوشل میڈیا نے ان سب کو مات دیدیا ہے۔ یوں بھی انسان کو فرصت کہاں ہے نوکر چاکر اور دائی وائی بھی ملتی نہیں ہیں، ایک مجبوری یہ بھی لاحق ہے۔ ایسے میں سوشل میڈیا نعمت غیر مترقبہ ہے اور زر خرید سے بھی زیادہ کارآمد ولا بھدائیک ہے۔ بھلا ایسے خدمتگار سے خدمت ہزار کون نہ لے۔ اس لیے بدبو ڈھونے اور بدی کو پھیلانے کے لیے ہی اس ’بو‘ سے کام لیا جانے لگا ہے۔ رہ گیا معاملہ خوشبو اور اچھائیوں کو پھیلانے کا تو ویسے بھی اس زمانہ میں اس کے خواستگار و پرستار کم یاب ہیں اور یہ جنس گراں مایہ کا بازار رنگ وبو میں کوئی خریدار ہی نہیں۔ اس لیے اس دوکان کے سجانے والے دوکان اپنی اٹھالے گئے۔ رحمھم اللہ۔ ویسے بھی ہر دور میں اس کی قلت رہی ہے، موتی، لعل وگہر ایسے کم ہی ہوتے ہیں، مونگے، سیپ اور انکڑوں، کنکڑوں کی بہتات ہوتی ہے۔

یہ سب باتیں تو دنیا اور دنیا داروں کی ہوئی۔ آیئے کچھ ایمان داروں اور دینداروں کی بات بھی ہو جائے۔ جس طرح دنیا میں برے بہت ہیں اچھوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ دنیا انہی لوگوں سے قائم ہے۔ آخرت کی بھلائی اور کامیابی بھی انہی لوگوں کے لیے ہے۔ دنیا میں نیک نامی بھی ہوتی ہے اور ان کا چرچا بھی دیر تک ہوتا رہتا ہے۔ گرچہ وہ اس دنیاوی شہرت وعزت کے طالب نہیں رہتے مگر عاجل بشری امومن کے طور پر دنیا ہی میں خوشخبری اور واہ واہی مل جاتی ہے۔ نوشیرواں دین دھرم سے قطع نظر صرف انصاف وعدل کی وجہ سے مشہور ومعروف رہا۔ احنف بن قیس حلم کی وجہ سے ضرب المثل بن گئے۔ لقمان حکیم تو شرک کی برائی سے بچتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے اس دنیا سے نیک نامی کے ساتھ چلے گئے۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ

ابن ابی برائی اور عیب جوئی اور نقطہ چینی کرتا ہوا بدنامی کی زنجیر گلے میں لگائے ہوئے چلا گیا۔ اگر راون اکیلے لنکا ڈھا سکتا تھا اور اس کو باور ہر طرح کرایا جا رہا ہے تو یہ بھی تو حق ہے کہ ایک اکیلا انسان فرشتوں پر غالب آ سکتا ہے۔ مسجود ملائکہ بن سکتا ہے۔ جنت کو آباد کر سکتا ہے۔ انبیاء، اولیاء، صلحاء، صدیقین، شہدا اور رحماء اور عظماء کرماء و شرفا کو پیدا کر سکتا ہے اور دنیا کو عدل وقسط اور انصاف وایمان سے بھر سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر دی جاتی ہے۔ ’’وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا‘‘ (النساء: ۶۹)‘‘ اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں‘‘۔

دراصل اسی نمونے کو اپنانے کا حکم ہے اور جو کچھ اس کے برعکس ہے وہ بچنے اور نفرت کرنے کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ مگر انسان ہے کہ تمیز خیر وشر کھو بیٹھتا ہے اور یہی اس کی کمی ہے۔

ویسے بھی اللہ کے عقلمند بندے لایعنی کاموں میں نہیں پڑتے کیونکہ ایک تو دنیا میں بھلائی کے کام جن کا کرنا فرض ہے اتنے زیادہ ہیں کہ آدمی کرتے کرتے مر جائے ادنی حقوق اللہ نہ حق العباد ادا کر سکتا ہے۔ اربوں، کھربوں اچھے کام کرنے کے مواقع ہیں جن کی دنیا ضرورت مند بھی ہے۔ آدمی خود اس کا محتاج ہے۔ پھر خرافات، ہفوات اور سیئات جو نفرت اور عداوت و بغاوت کے لیے پیدا کی گئی ہیں کیوں کر قریب ہوگا چہ جائیکہ اس کے لیے وقت اور جان ومال صرف کرنے لگے۔

دوسرے یہ کہ انسان صرف اچھائیوں کے کرنے اور پھیلانے کا مکلّف کیا گیا ہے۔ اور برائیوں سے بچنے کا بھی پابند کیا گیا ہے چہ جائیکہ دوسروں کی برائیوں کا بار بھی کاندھوں پر لادے پھرے اور مزید برائیوں کا موجد اور بری عادتوں اور کاموں کے پیدا ہونے کا ذریعہ بن جائے اور قیامت تک اس ایجاد بندہ وزر اور گندے بوجھ کو ڈھوتا رہے۔

’’من سن فی الاسلام سنة سيئة فعمل بها بعده كتب عليه مثل وزر من عمل بها‘‘ (مسلم) ’’جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ شروع کیا تو اس کے اوپر اس کا اپنا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جنھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا‘‘۔

ویسے بھی انسان اکیلا آیا تھا اکیلا جائے گا۔ خویش واقارب۔ کنبہ وقبیلہ کچھ نہ کام آئے گا۔ ’’وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ‘‘ (البقرہ: ۱۲۳) ’’اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا، نہ کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے گی، نہ ان کی مدد کی جائے گی۔‘‘

ایک اور بات جو بہت عام فہم ہے مگر مشکل سے عقلاء زمانہ اس پر دھیان دیتے ہیں۔ آخر برائیوں کے پیچھے رہنے کے بجائے، نیکیوں کو اجاگر کرنے میں کیوں نہیں لگتے، کسی انسان میں اگر کچھ برائیاں ہیں یا اس پر مجرد تہمت، بہتان، الزام، اختراء یا اجتراء ہے، اگر برا ہے تو کیا اس میں کچھ ایسی خوبیاں نہیں ہو سکتیں جن کو لیا جائے؟ اس کو نمونہ بنایا جائے، عمل کیا جائے، اسے پھیلایا جائے خصوصاً ایسے وقت میں کہ حق و باطل کو گڈمڈ کرنے کی ہر سازش کامیاب ہو رہی ہو۔ اسی کی روٹی کھائی جا رہی ہو، سستی شہرت کا حصول ہی مقصود اصلی سمجھا گیا ہو، کسی کے ناموس وعزت کا بٹہ لگانا عام بات ہے، نوبت بایں جا رسید کہ علی الاعلان بدکار بھی پوری ڈھٹائی سے کہنے لگے کہ بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ چند دنوں میں پگڑیاں اچھال کر، تہمتیں تراش کر، بہتان بازی کر کے الزام دھر کے کوچہ وگلی سے نکل کر دور تک مشہور ہو گئے۔ جبکہ ناموری کے لیے بہت سے اچھے کام بھی کرنے کی کوشش کی، بے دریغ مال و دولت لٹایا۔ دین کو ذریعہ بنایا، دنیا کو خوب کمایا، سیاست کے گلیاروں میں کڑوروں خرچ کر کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ بڑی بڑی شخصیتوں کا سودا کیا۔ بھنایا، سرکھپایا کیا پایا؟ اور چند کی پگڑی اچھالنے کی ادنی کوشش کی اوباشوں اور چند مغرور اور سادہ لوح شریفوں میں بھی مشہور ہو گیا۔ ہماری حصولیابیاں لوگ نہیں دیکھتے، ایسا نہیں کہ میں نے اپنی دنیا بنانے کے لیے اچھے کام نہیں کیے، دین کا نام نہیں لیا، مگر اس وقت دنیا کہاں تھی کہ مجھے نہیں جانا۔ اب بہر حال ہمیں اطمینان ہے کہ کچھ نہ کچھ دنیا جاننے لگی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس طرح بدبو کو ڈھونے اور پھیلانے کا جواز ڈھونڈ کر نفس امارہ کی تسکین کا سامان کر لیا جاتا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ مذموم روش اور بدبو ڈھونے اور پھیلانے کا کام کچھ مصلحین کی طرف سے گھر، محلّہ، گاؤں، شہر، ملک، ملت، جماعت اور حکومت میں بھی ہونے لگا ہے۔ اس قماش کے لوگ ہر جگہ آپ کو مل جائیں گے، ان لوگوں نے ہر جگہ عفونت پھیلا رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کے نت نئے دروازے کھل گئے ہیں۔ انسان مطلب پرست اور استبدادی ہو گیا ہے کہ اس کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے بستی کی بستی ویران ہو رہی ہے اور بسا اوقات اس کی بو اس کے قرب وجوار اور گھر آنگن کو بھی اپنی لپیٹ میں لیتی ہے لیکن مطلب پرستی نے اس کو اس قدر اندھا اور بہرا کر دیا ہے کہ اس کو اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ وہ اپنی فتنہ انگیزی اور بدبو کی کاشت سے اپنا بہت کچھ گنوا چکا ہوتا ہے لیکن سینے میں چھپی ہوئی ہوس اس کو مہلت ادراک نہیں دیتی اور المیہ یہ ہے کہ وہ اس طرح اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں پر کف افسوس ملنے کے بجائے خوش ہوتا ہے کہ ویحسبون انهم يحسنون صنعا۔

لہٰذا آیئے عزم کرتے ہیں کہ ابھی سے ہم خوشبو پھیلائیں گے۔ محبت بانٹیں گے، خوبیوں کی خوشبو بکھیریں گے، پیغام امن وسلامتی کو عام کریں گے، ایک دوسرے کی بہی خواہی وخیر خواہی کا دم بھریں گے، نفرت وعداوت، دہشت و وحشت سے دور رہیں گے، برائیوں سے خود بچیں گے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں گے اور کسی بھی طرح سے اپنے آپ میں، اپنے خاندان میں اور ملک وملت میں کوئی ایسی بات نہ کریں گے جس سے برائیوں کو پنپنے کا موقع ملے۔

اس لئے عزیزو! ہماری نصیحت ہے اور دل کی آواز اور شریعت کی پکار اور ایمان کا تقاضا ہے کہ خیر کے علمبردار بنو اور شر سے بیزار رہو۔

☆☆☆

اعداد: عبدالمنان شکراوی

امیر محترم کی نایف عالمی ایوارڈ مدینہ منورہ اجلاس میں شرکت

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو نایف ایوارڈ برائے سنت نبوی کے سالانہ پروگرام میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ اور اس مہتم بالشان پروگرام میں آپ نے شرکت فرمائی۔ واضح ہو کہ محترم امیر مذکورہ ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے رکن ہیں جنہیں اس کے ہر پروگرام میں شرکت کا موقعہ ملتا ہے۔ ایوارڈ کمیٹی، عناوین کی تعیین اور ایوارڈ یافتگان کو حتمی شکل دینے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔

یہ پروگرام بہت ہی وقیع اور بہت ہی دور رس نتائج کا حامل تھا۔ اس کے انتظامات اعلیٰ پیمانے کے تھے۔ شرکاء کے اعتبار سے بھی ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ اس موقعہ پر امیر محترم مرکزی جمعیت ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مملکت سعودی عرب کی علمی شخصیات اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے ایوارڈ کے ارکان و نمائندگان سے تبادلہ خیال بھی فرمایا۔ ایوارڈ کا تعارفی خاکہ درج ذیل ہے:

نایف بن عبدالعزیز آل سعود عالمی ایوارڈ برائے سنت نبوی ﷺ و معاصر اسلامی مطالعہ

میڈیا کمیٹی: ۱۴۲۳/۵/۲۹ھ کو ایک شاہی فرمان جاری ہوا جس کے بموجب عزت مآب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے ''عالمی ایوارڈ برائے سنت نبوی و معاصر اسلامی مطالعہ'' کو اپنے نام سے موسوم کر کے مدینہ منورہ کو ایوارڈ کا صدر مقام بنانا پسند فرمایا۔ ایوارڈ کے سکریٹریٹ نے اللہ کے فضل و کرم اور اسپانسر کی توجہ نیز رہنمائی سے مسلسل کار ہائے نمایاں انجام دے کر اور مہتم بالشان کامیابیوں سے ہمکنار ہو کر ایک عالمی دعوتی مرکز کی حیثیت اختیار کر لی ہے، جس کی پیش رفت اسلام کی اولین راجدھانی مدینہ منورہ سے جاری و ساری ہے۔

ایوارڈ کی ایک اعلیٰ کمیٹی ہے جو درج ذیل شخصیات پر مشتمل ہے:

۱۔ عالیجناب شہزادہ سعود بن نایف بن عبدالعزیز (چیرمین سپریم کمیٹی)
۲۔ عالیجناب شہزادہ محمد بن نایف بن عبدالعزیز (وائس چیرمین و نگراں اعلیٰ)
۳۔ عالیجناب شہزادہ عبدالعزیز بن سعود بن نایف بن عبدالعزیز
۴۔ عالیجناب شہزادہ نواف بن نایف بن عبدالعزیز
۵۔ عالیجناب شہزادہ محمد بن سعود بن نایف بن عبدالعزیز
۶۔ عالیجناب شہزادہ فھد بن نایف بن عبدالعزیز
۷۔ عزت مآب ڈاکٹر عبداللہ بن محمد آل الشیخ، صدر مجلس شوریٰ
۸۔ عزت مآب شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز سدیس، صدر معاملات مسجد حرام و مسجد نبوی
۹۔ ڈاکٹر سلیمان بن عبداللہ ابا الخیل وائس چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی، ریاض
۱۰۔ عزت مآب ڈاکٹر احمد بن محمد العیسیٰ، وزیر تعلیم
۱۱۔ عزت مآب ڈاکٹر سعد بن ناصر الشثری، مشیر دیوان شاہی
۱۲۔ فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۱۳۔ ڈاکٹر عادل بن عبدالرحمٰن المعاودۃ، پارلیمانی رکن بحرین
۱۴۔ انجینیر یوسف بن عبدالستار المیمنی، بزنس مین
۱۵۔ عزت مآب ڈاکٹر ساعد العرابی الحارثی، مشیر وزارت داخلہ، جنرل سکریٹری ایوارڈ
۱۶۔ ڈاکٹر مسفر بن عبداللہ البشر، ایگزیکیٹیو ڈائرکٹر ایوارڈ

ایوارڈ اور اس کے ماتحت ادارے:

پہلے یہ، ایک ایوارڈ تھا پھر اس نے تین ایوارڈز کی شکل اختیار کر لی:

۱۔ نایف بن عبدالعزیز آل سعود ایوارڈ برائے سنت نبوی و معاصر اسلامی مطالعہ
۲۔ نایف بن عبدالعزیز آل سعود ایوارڈ برائے حفظ حدیث نبوی
۳۔ امیر نایف بن عبدالعزیز آل سعود مسابقہ برائے حفظ حدیث نبوی

اسی طرح سکریٹریٹ نے علمی و ثقافتی سرگرمیوں کو بھی منظوری دی جس کے تحت بہت سی سرگرمیاں درج ہوئیں اور اندرون و بیرون ملک ہر سطح پر فوائد حاصل ہوئے۔

اھداف و مقاصد ایوارڈ:

۱۔ سنت نبوی نیز اس کے علوم اور معاصر اسلامی مطالعہ کے میدانوں میں علمی ریسرچ کی ہمت افزائی۔
۲۔ عالمی پیمانے پر ریسرچ اسکالروں کے درمیان علمی مقابلاتی جذبہ کا فروغ۔
۳۔ حال و مستقبل میں مسلمانوں کے مفادات کی خاطر عالم اسلام کے حالات حاضرہ کا مطالعہ اور اس کی مشکلات کے حل میں شراکت۔
۴۔ سائنسی تحقیقات کے ساتھ اسلامی میدان کو فروغ دینا۔
۵۔ مذہب اسلام کی فضیلت اور ہر زمان و مکان کے لیے اس کی صلاحیت کو نمایاں کرنا۔
۶۔ انسانیت کی تہذیب و ترقی میں حصہ داری۔

ایوارڈ کے زمرے:

زمرہ اول: سنت نبوی
زمرہ دوم: معاصر اسلامی مطالعہ

ایوارڈ کی علمی کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان دونوں زمروں کے لیے تخصصات کی تعیین کرے۔اسی طرح کمپیٹیشن کے ہر زمرے اور ہر سیشن کے لیے عناوین کا تعین کرے۔

ایوارڈ کے عناوین:

ایوارڈ کے ہر سیشن اور ہر زمرے میں مختلف تخصصات کے عناوین کا انتخاب کیا جاتا ہے اور ہر عنوان میں ایک کامیاب مشارک ہوتا ہے البتہ جب کوئی بھی شخص اس کا مستحق نہ ٹھہرے تو اس کا خانہ خالی رہتا ہے۔

ایوارڈ کی مقدار:

کسی بھی عنوان پر شریک ایوارڈ کو درج ذیل چیزوں سے نوازا جاتا ہے:

۱۔استحقاق کی سند

۲۔یادگاری میڈل

۳۔پانچ لاکھ ریال نقد

مدت ایوارڈ: اس کا انعقاد ہر سال ایک بار کیا جاتا ہے اور مناسب وقت پر ایوارڈ کے شایان شان ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایوارڈ کے دونوں زمروں کے عناوین کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

ایوارڈ کی بحث اور ترشیح کی شرائط:

۱۔اعلان شدہ متعینہ عناوین میں سے کسی پر یہ بحث مشتمل ہو۔

۲۔بحث اصل ہو، موضوع کی باریکیوں کا خیال رکھا گیا ہو اور اس کا منہج درست ہو۔

۳۔صحیح عربی زبان میں لکھی ہوئی ہو۔

۴۔بحث معینہ مدت کے اندر جمع کر دی گئی ہو۔

۵۔علمی کمیٹی کے اصول وضوابط کے مطابق اس کی جانچ کر لی گئی ہو۔

۶۔اسکالر کے بایوڈاٹا اور دو فوٹو گراف کے ہمراہ بحث کی پانچ کاپیاں جمع کی گئی ہوں۔

۷۔پیش کردہ بحث کا شمار ازیں قبل کامیاب بحوث میں نہ ہو۔

۸۔ایوارڈ کے لیے پیش کردہ بحوث کامیابی وناکامی دونوں صورتوں میں واپس نہیں کی جائیں گی۔

۹۔ایوارڈ کی علمی کمیٹی کی جانب سے متعینہ تمام شروط وضوابط کی پابندی لازمی ہوگی۔

امیر نایف ایوارڈ کے اب تک آٹھ سیشن ہو چکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ایوارڈ کا پہلا سیشن:

زمرۂ اول ''سنت نبوی'' پر ایوارڈ کے عناوین:

۱۔سنت نبوی کی حقوق انسانی پر توجہ۔ایک جدید فقہی مطالعہ

۲۔سنت نبوی کی روشنی میں مدمخالف سے گفتگو کی فقہ۔بنیادیں، مقاصد، وسائل اور اثرات

زمرۂ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔اسلام میں سزاؤں کے شرعی مقاصد

۲۔موجودہ حالات میں دعوت کا منہج

پہلے سیشن کے عناوین کے اعلان کے بعد سکریٹریٹ میں ایوارڈ کی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔ایوارڈ میں شرکاء کی بحوث ودیگر کاموں کے لیے ایک ہال مختص کیا گیا تاکہ انہیں باضابطہ جدید وسائل اختیار کرتے ہوئے محفوظ رکھا جا سکے۔اور کبھی ضائع نہ ہوں۔

اس سیشن میں ۴۱۵ بحثیں پیش کی گئیں جن میں سے پہلے ہی مرحلے میں ۱۷۴ بحثیں ایوارڈ کی شرائط پوری نہ کر پانے کی بنا پر مسترد ہوگئیں۔ایوارڈ کے سکریٹریٹ نے بقیہ بحثوں کو ایوارڈ کی علمی انداز میں معیاری جانچ کی ذمہ داری جامعات کے اساتذہ کو سونپی جس میں مزید ۱۳۳ بحثیں خارج ہوگئیں۔بقیہ ۱۰۸ بحثیں جب تیسرے مرحلے میں داخل ہوئیں تو انہیں آخری جانچ کمیٹی کو ارسال کیا گیا۔اس کمیٹی میں اندرون وبیرون مملکت کے علمی میدان میں نمایاں علمی مقام پر فائز ۱۲/حکم حضرات تھے جن میں ہر ایک عنوان کی جانچ کے لیے تین افراد کو متعین کیا گیا۔سکریٹریٹ نے حکم حضرات کی کمیٹیوں کو بحثیں ارسال کرنے میں اسکالر کا نام دینے کی بجائے مخفی اشاریوں کا اہتمام کیا تاکہ کسی بھی قسم کی طرفداری کا شائبہ تک نہ رہے۔

۲/محرم ۱۴۲۶ھ کو ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کی میٹنگ میں عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز جو کہ ایوارڈ کے اسپانسر ہیں انہوں نے پہلے سیشن کے کامیاب اسکالرز کے ناموں کا اعلان کیا۔اور سنت نبوی کے زمرے میں پہلے عنوان ''حقوق انسانی پر سنت نبوی کی توجہ'' میں سعودی شہری استاذہ فاطمہ صالح الجارد اور عراقی شہری ڈاکٹر حکمت بشیر یاسین کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔جبکہ دوسرے عنوان '''' سنت نبوی کی روشنی میں مدمقابل کے ساتھ گفتگو کی فقہ'' میں بحرینی شہری ڈاکٹر رقیہ طہ جابر علوانی کامیاب ہوئیں۔اسی طرح دوسرا زمرہ جو معاصر اسلامی ریسرچ کے لیے خاص تھا، اس کے پہلے عنوان ''اسلام میں سزاؤں کے شرعی مقاصد'' میں سعودی شہری ڈاکٹر راویہ احمد الظہار جبکہ دوسرے عنوان ''موجودہ حالات میں دعوت کا منہج'' میں شامی شہری شیخ عدنان بن محمد العرعور کو کامیاب قرار دیا گیا۔

بتاریخ ۱۴۲۶/۳/۱۵ھ کو مدینہ منورہ کے اندر ایک عظیم الشان پروگرام میں شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کی نمائندگی کرتے ہوئے جملہ کامیاب اسکالرز کے درمیان نایف ایوارڈ کے ذریعہ تکریم کی۔اس پروگرام میں شاہی خاندان کے معززین، علماء کرام اور ملک وبیرون ملک کی نمایاں شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی۔

ایوارڈ کا دوسرا سیشن:

ایوارڈ کے دوسرے سیشن کے عناوین:

زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے منتخب موضوعات:

۱۔تکفیر، سنت نبوی کی روشنی میں

۲۔سنت نبوی میں عورت کے حقوق

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے منتخب موضوعات:

۱۔اسلام، موجودہ مغربی نصاب تعلیم میں (ایک تنقیدی مطالعہ)

۲۔اسلام میں جہاد۔مفہوم، ضابطے، اقسام ومقاصد

دوسرے سیشن کے عناوین کے اعلان کے بعد سکریٹریٹ میں ایوارڈ کی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔ ایوارڈ میں شرکاء کی بحوث ودیگر کاموں کے لیے ایک ھال مختص کیا گیا تاکہ انہیں باضابطہ جدید وسائل اختیار کرتے ہوئے محفوظ رکھا جاسکے۔ اور کبھی ضائع نہ ہوسکیں۔ اس میں پیش کی گئیں بحوث کی تعداد ۳۰۶ تھی۔ جن میں سے ۷۹ بحثیں پہلے ہی مرحلے میں ایوارڈ کی اعلان شدہ شروط مکمل نہ کرپانے کی بنا پر مسترد ہوگئیں۔

دوسرے مرحلے میں بحوث کی علمی انداز میں چیکنگ کے لیے سکریٹریٹ نے یونیورسٹیوں کے کئی اساتذہ کو مکلّف کیا اور ان کی چھان بین کے بعد ۱۲۲ بحثیں ناکام اور صرف ۱۱۵ بحثیں ہی کامیاب ہوسکیں۔ پھر تیسرے مرحلے میں سکریٹریٹ نے ان بحثوں کو حکم حضرات کی پہلی پھر آخری کمیٹی کے سپرد کیا۔ ان کمیٹیوں کے ۱۲/ارکان جو علمی میدان میں اندرون وبیرون ملک کے نمایاں علماء میں سے تھے ان میں سے ہر عنوان کے لیے تین حکم بنائے گئے۔ سکریٹریٹ نے حکم حضرات کی کمیٹیوں کو بحثیں ارسال کرنے میں اسکالر کا نام دینے کی بجائے مخفی اشاریوں کا اہتمام کیا تاکہ کسی بھی قسم کی طرفداری کا شائبہ تک نہ رہے۔

بروز سنیچر بتاریخ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس کے دوران ایوارڈ کے دوسرے سیشن کے کامیاب شرکاء کا اعلان کیا۔ چنانچہ سنت نبوی کے زمرے میں پہلے عنوان: ''تکفیر، سنت نبوی کی روشنی میں'' پہلے انعام کے حقدار اردنی شہری ڈاکٹر باسم فیصل الجوابرہ قرار پائے۔ جب کہ دوسرے عنوان: ''سنت نبوی میں عورت کے حقوق'' پر پہلے انعام کی مستحق سعودی شہری ڈاکٹر نوال بنت عبدالعزیز العید قرار پائیں۔ اسی طرح معاصر اسلامی مطالعہ کے زمرے میں پہلے عنوان: ''اسلام، مغرب کے نصابوں میں۔ ایک تنقیدی مطالعہ'' پر بحث پیش کرنے والے سوڈانی شہری ڈاکٹر محمد وقیع اللہ احمد پہلے انعام کے مستحق قرار پائے، جبکہ دوسرے عنوان: ''اسلام میں جہاد کا مفہوم، ضابطے، قسمیں اور مقاصد'' پر کوئی بھی بحث انعام کی مستحق قرار نہیں پائی۔

ایوارڈ کے دوسرے سیشن کے کامیاب اسکالرز کی ۱۲/۱۱/۱۴۲۷ھ کو ریاض کے اندر منعقد اجلاس میں عزت افزائی کی گئی۔ اس پروگرام میں خادم حرمین شریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کی نیابت کرتے ہوئے عالیجناب شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ اس اجلاس کے اندر بڑی تعداد میں شہزادوں، علماء اور ملک وبیرون ملک کی نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔

ایوارڈ کا تیسرا سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے عناوین:

۱۔ سنت نبوی میں غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ

۲۔ محدثین ومفسرین کے درمیان سیرت کے مراجع

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔ دین کی تجدید۔ مفہوم، ضابطے اور نتائج

۲۔ فتویٰ۔ اہمیت، ضابطے اور اثرات

کل پیش کی گئی بحثیں: ۴۱۳

منتخب بحثیں: ۲۳۰، مسترد بحثیں: ۱۸۳

جانچ کے دوسرے مرحلے میں منتخب بحثیں: ۱۴۳، مسترد بحثیں: ۸۷

فائنل جانچ کمیٹی کے پاس ارسال کی گئی بحثیں: ۳۲

عالیجناب شہزادہ امیر نایف بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس میں بتاریخ ۱۴/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ ایوارڈ کے تیسرے سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ عنوان: محدثین اور مؤرخین کے درمیان سیرت کے مراجع'' پر ڈاکٹر عبدالرزاق اسماعیل ھرماس (مراکو) ڈاکٹر یاسر احمد نور (مصر) کی بحثیں کامیاب قرار دی گئیں۔ اسی طرح عنوان: دین کی تجدید۔ مفہوم، ضابطے اوراثرات'' پر ڈاکٹر محمد حسانین حسن (مصر) اور ''فتویٰ۔ اہمیت، ضابطے اوراثرات'' کے عنوان کا انعام ڈاکٹر محمد یسری ابراہیم (مصر) اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن محمد الدخیل (سعودی عرب) کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح عنوان: سنت نبوی میں غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ'' پر کوئی بھی بحث کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکی چنانچہ اسے پانچویں سیشن کے لیے منتقل کردیا گیا۔

اس سیشن کے کامیاب اسکالرز کی تکریم ایک عظیم الشان تقریب میں کی گئی جو مدینہ منورہ میں بروز سنیچر بتاریخ ۲۰/رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ منعقد ہوئی اور اس کو عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر شہزادوں، علماء اور ملک وبیرون ملک کی نمایاں شخصیات کی شرکت کا شرف حاصل ہوا۔

ایوارڈ کا چوتھا سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے عناوین:

۱۔ اسلام میں اعتدال اور سنت میں اس کی رہنمائی

۲۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت بحیثیت رحمۃ للعالمین

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔ اسلامی ریلیف۔ مکمل معاصر مطالعہ

۲۔ اسلام میں رائے کی آزادی

کل موصول بحثیں: ۳۸۴

منتخب بحثیں: ۱۸۷، مسترد بحثیں: ۱۹۷

جانچ کے دوسرے مرحلے میں مسترد بحثیں: ۱۶۶، فائنل جانچ کمیٹی کے پاس ارسال کی گئی بحثیں: ۲۱

عالیجناب شہزادہ امیر نایف بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس میں بتاریخ ۸/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ایوارڈ کے چوتھے سیشن میں کامیاب انعام

یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ دوم''اسلامی معاصر مطالعہ'' کے پہلے عنوان: ''اسلامی ریلیف۔مکمل معاصر مطالعہ'' پر پاکستانی شہری ڈاکٹر عبدالقادر عبدالکریم جوندل اوردوسرے عنوان:''اسلام میں رائے کی آزادی'' پرسعودی شہری ڈاکٹرمحمد بن سعودالبشر کوانعام کا حقدارقرار دیا گیا۔اس کے بعد موصوف نے ساتویں سیشن کے لیے ایوارڈ کےعناوین کا اعلان کیا۔واضح ہو کہ زمرہ اول''سنت نبوی'' کی بحوث میں سے کوئی بھی بحث انعام کی مستحق قرار نہیں پائی۔

چوتھے سیشن کے ایوارڈ کے کامیاب اسکالرز کی ایک تقریب میں عزت افزائی کی گئی جو بروز بدھ بتاریخ ۶رمحرم الحرام ۱۴۳۱ھ بمقام ریاض منعقد ہوئی اور جسے عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔تقریب میں ان کے علاوہ متعدد شہزادے،علماء کرام اور ملک و بیرون ملک کی نمایاں شخصیات نے بھی شرکت کی۔

ایوارڈ کاپانچواں سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول''سنت نبوی'' کے عناوین:

ا۔صحابہ کامقام اورسنت نبوی کی حفاظت میں ان کا کردار نیز ان کے تئیں امت کی ذمہ داری

۲۔سنت نبوی کی روشنی میں غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ

زمرہ دوم''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

ا۔اسلام میں مالی سرمایہ کاری

۲۔اسلام میں جہاد(مفہوم،ضابطے،قسمیں اور مقاصد)

کل موصول بحثیں: ۳۶۵

منتخب بحثیں: ۱۱۳

جانچ کے دوسرے مرحلے میں منتخب بحثیں: ۲۵

عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس میں بتاریخ ۲۲رذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ ایوارڈ کے پانچویں سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ اول''سنت نبوی'' کے پہلے عنوان:صحابہ کا مقام اورسنت نبوی کی حفاظت میں ان کا کردار نیز ان کے تئیں امت کی ذمہ داری'' پرشامی شہری اور مقیم حال سعودی عرب ڈاکٹر شیخ خلیل بن ابراہیم ملاخاطر اوردوسرے عنوان:''سنت نبوی کی روشنی میں غیر مسلمین کے ساتھ حسن سلوک '' کا انعام سعودی شہری اور مقیم حال سعودی عرب شیخ عبدالرحمٰن العقل نیز سویڈن کے شہری شیخ عبدالحق الترکمانی کے درمیان تقسیم کیا گیا۔البتہ دوسرے زمرے:''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے پہلے عنوان:''اسلام میں سرمایہ کاری''اوردوسرے عنوان:''اسلام میں جہاد(مفہوم،ضابطے،قسمیں اور مقاصد)'' پرکوئی بھی بحث کامیاب قرار نہیں پائی۔اسی نشست میں آٹھویں سیشن کے عناوین کا اعلان کیا گیا۔

پانچویں سیشن کے کامیاب اسکالرز کی تکریم ایک عظیم الشان تقریب میں کی گئی جو مدینہ منورہ میں بروز بدھ کی شام بتاریخ ۲۲رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۵رمئی ۲۰۱۱ء منعقد ہوئی جس کو عالیجناب شہزادہ نایف بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کی نیابت کرتے ہوئے شہزادہ احمد بن عبدالعزیز کے علاوہ دیگر شہزادوں ،اصحاب فکرودانش وادب کی شرکت کا شرف حاصل ہوا۔

ایوارڈ کاچھٹا سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول''سنت نبوی'' کے عناوین:

ا۔سنت نبوی کی روشنی میں فکری امن

۲۔سنت نبوی ثقافتی قدریں

زمرہ دوم''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

ا۔اسلام میں ماحولیاتی تحفظ

۲۔اسلام میں امن(مبادیات،مفہوم اورنفاذ)

کل موصول بحثیں: ۳۲۲

منتخب بحثیں: ۱۲۵

جانچ کے دوسرے مرحلے میں منتخب بحثیں: ۲۲

عالیجناب شہزادہ سعود بن نایف بن عبدالعزیز صدر اعلیٰ کمیٹی نایف ایوارڈ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس کے دوران بتاریخ ۱۴۳۳/۶/۲۸ھ ایوارڈ کے چھٹے سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ اول''سنت نبوی'' کے پہلے عنوان:فکری امن سنت نبوی کی روشنی میں'' پرسعودی شہری عبدالرحمٰن بن معلا اللویحق اوردوسرے عنوان:''سنت نبوی ثقافتی قدریں'' کا انعام ڈاکٹر موفق بن سالم الجوادی اورڈاکٹر عبدالستار بن جاسم الحیانی(عراق) کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ دوسرے زمرے:''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے پہلے عنوان:''اسلام میں ماحولیاتی تحفظ'' پر مصری شہری ڈاکٹر راغب السرجانی نے انعام حاصل کیا اوردوسرے عنوان:''اسلام میں امن (مبادیات،مفہورم اورنفاذ)'' پرکوئی بھی بحث کامیاب قرار نہیں پائی۔اسی نشست میں آٹھویں سیشن کے عناوین کا اعلان کیا گیا۔

چھٹے سیشن کے کامیاب اسکالرز کی تکریم ملک کی راجدھانی ریاض کے اندر ایک تقریب میں بروز منگل کی شام بتاریخ ۲۷رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ردسمبر ۲۰۱۲ء کی گئی،جس کو خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ اور بڑے ذمہ داران،ملک و بیرون ملک کے علماء ومفکرین کی حاضری کا شرف حاصل تھا۔

ایوارڈ کاساتواں سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول''سنت نبوی'' کے عناوین:

ا۔سنت نبوی کی روشنی میں اقلیت کی فقہ

۲۔فتن اور قیامت کی نشانیوں کی احادیث،صحیح فہم اور تاویلات کے درمیان

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔اسلام میں شہریت (واجبات وحقوق)

۲۔اسلام اور عالمی اقتصادی بحران

کل موصول بحثیں: ۵۵۳

منتخب بحثیں: ۲۶۵

جانچ کے آخری مرحلے کے لیے منتخب بحثیں: ۲۱

عالیجناب شہزادہ امیر سعود بن نایف بن عبدالعزیز صدر اعلیٰ کمیٹی نایف ایوارڈ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس میں بتاریخ ۱۴۳۵/۶/۲۶ھ ایوارڈ کے ساتویں سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے عنوان: ''کتاب وسنت کی روشنی میں اقلیت کی فقہ'' پر مصری شہری ڈاکٹر ابوالقاسم محمد ابوشامہ نجاۃ کو کامیاب قرار دیا گیا جبکہ دوسرے عنوان '' فتن اور قیامت کی نشانیوں کی احادیث، صحیح فہم اور تاویلات کے درمیان'' پر پیش کی گئیں بحثوں میں سے کوئی بھی بحث کامیابی حاصل نہ کرسکی۔ اسی طرح دوسرے زمرے: ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے پہلے عنوان: '' اسلام میں شہریت (واجبات وحقوق)'' اور دوسرے عنوان: '' اسلام اور عالمی اقتصادی بحران'' پر کوئی بھی بحث کامیاب قرار نہیں پائی۔

ایوارڈ کا آٹھواں سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے عناوین:

۱۔حدیث اور جدید تاریخ کی تنقید کے طریقے

۲۔سنت نبوی کی روشنی میں موجودہ دور کی فقہ

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔عملی مہارت اور تخلیقی صلاحیت پر عقیدۂ توحید کے اثرات

۲۔موجودہ دور میں غلو کے رجحانات کا دانشورانہ جائزہ

کل موصول بحثیں: ۲۹۰

منتخب بحثیں: ۱۴۰

عالیجناب شہزادہ سعود بن نایف بن عبدالعزیز صدر اعلیٰ کمیٹی نایف ایوارڈ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس کے دوران بتاریخ ۱۴۳۶/۶/۱۵ھ ایوارڈ کے آٹھویں سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے پہلے عنوان: حدیث اور جدید تاریخ کی تنقید کے طریقے'' پر مراکوشہری ڈاکٹر احمد فکیر اور ڈاکٹر مبارک لمین بن الحسن نے مشترکہ طور پر اور دوسرے عنوان: ''سنت نبوی کی روشنی میں موجودہ دور کی فقہ'' کا انعام فلسطینی شہری ڈاکٹر زیاد بن عابد المشوخی نے حاصل کیا۔ دوسرے زمرے: معاصر اسلامی مطالعہ'' کے پہلے عنوان: عملی مہارت اور تخلیقی صلاحیت پر عقیدۂ توحید کے اثرات''، پر ڈاکٹر عدنان مصطفیٰ خطاطبہ انعام کے حقدار قرار پائے اور دوسرے عنوان: موجودہ دور میں غلو کے رجحانات کا دانشورانہ جائزہ'' پر کوئی بھی بحث ایوارڈ کے معیار پر نہیں پائی گئی۔

ساتویں اور آٹھویں سیشنز کے کامیاب اسکالرز کی تکریم مدینہ منورہ کے اندر منعقد ایک تقریب میں بروز بدھ کی شام بتاریخ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۱۵ء کی گئی، جس کو خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ اور بڑے ذمہ داران، ملک وبیرون ملک کے علماء ومفکرین کی حاضری کا شرف حاصل تھا۔

ایورڈ کا نواں سیشن:

ایوارڈ کے موضوعات:

زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے عناوین:

۱۔سیاست وخلافت میں نبوی منہج

۲۔شرعی نصوص کی تاویل اور امت پر اس کے اثرات

زمرہ دوم ''معاصر اسلامی مطالعہ'' کے عناوین:

۱۔بحران پر قابو پانے میں نبوی منہج

۲۔بین الاقوامی تعلقات میں اسلامی رواداری

کل موصول بحثیں: ۲۰۷

منتخب بحثیں: ۱۰۲

عالیجناب شہزادہ سعود بن نایف بن عبدالعزیز صدر اعلیٰ کمیٹی نایف ایوارڈ نے ایوارڈ کی اعلیٰ کمیٹی کے اجلاس کے دوران بتاریخ ۱۴۳۸/۸/۱ھ ایوارڈ کے نویں سیشن میں کامیاب انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا۔ چنانچہ زمرہ اول ''سنت نبوی'' کے پہلے عنوان: سیاست وخلافت میں نبوی منہج''، پر کوئی بھی بحث ایوارڈ کے معیار پر پوری نہ ہونے کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکی۔ جبکہ دوسرے عنوان: ''شرعی نصوص کی تاویل اور امت پر اس کے اثرات'' کا انعام سعودی شہری ڈاکٹر خالد بن سلیم الشراری نے حاصل کیا۔ دوسرے زمرے: معاصر اسلامی مطالعہ'' کے پہلے عنوان: بحران پر قابو پانے میں نبوی منہج''، پر ڈاکٹر رجب احمد حسن (مصر) اور ڈاکٹر محمد خلف الجبوری (عراق) اور ڈاکٹر ایمان بنت محمد عزام (سعودی عرب) نے مشترکہ طور پر کامیابی حاصل کی۔ جبکہ دوسرے عنوان: بین الاقوامی تعلقات میں اسلامی رواداری'' پر ڈاکٹر محمد مطلق الشمری (سعودی عرب) ایوارڈ کی مستحق قرار پائیں۔ امیر محترم اس اہم پروگرام میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے روانہ ہوگئے وہاں سے آپ ریاض تشریف لے گئے عالی جناب سعد الشثری نائب وزیر عالی جناب رفیق سدیری اور وکیل برائے اسلامی امور عالی جناب عبدالرحمٰن الغنام اور مسئول برائے کانفرنس اور اجتماعات عالی جناب عبدالمجید العمری وغیرہم سے ملاقات ہوئی۔

☆☆☆

چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

بعنوان: ''قیام امن عالم وتحفظ انسانیت کانفرنس''

نتیجہ فکر

سالک بستوی

سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

شمع دین ہدیٰ کو جلاتے چلو   شرک وبدعت کی دیوار ڈھاتے چلو
جوت حسن عمل کی جگاتے چلو   جام توحید و سنت پلاتے چلو
امن عالم کی مشعل جلاتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

تم موحد ہو حاجت روا ہے خدا   صرف رب دو عالم ہے مشکل کشا
جس کے سینے میں ہے نور ایمان کا   سرفرازی کا جلوہ ہے اس پر فدا
آخرت کا ترانہ سناتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

پنجۂ ظلم و طاغوت کو موڑ دو   بغض ونفرت کی دیوار کو توڑ دو
دہریت کے چھلکتے سبو توڑ دو   آنکھ دکھلائے باطل تو سر پھوڑ دو
عزم کامل کے جوہر دکھاتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

تم سجاتے رہو دین کی رہ گزر   اسوۂ مصطفیٰ پر فدا ہو نظر
فکر ملت رہے تم کو شام وسحر   منزل ارتقاء پر چلو جھوم کر
درسِ اسلاف من میں بساتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

قابل حمد ہے وہ نرالا خدا   جس کی مٹھی میں ہے نظم ارض وسما
جو دکھائے ہیں محبوب رب علیٰ   ہے وہی راستہ باغ فردوس کا
حسن قرآں کے نغمے سناتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

شادماں شادماں کامراں کامراں   سوئے منزل روانہ ہوا کارواں
آ کے احباب کا دیکھو عزم جواں   اس جماعت کے بن جاؤ تم قدرداں
جام تسنیم کوثر لڈھاتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

لیکے دین حنیفی کا تیغ و تبر   کاٹ دو کاٹ دو آزری کی کمر
جس کو ہنس کے سجائے ہیں خیر البشر   اس ڈگر پر چلو ساتھیو جھوم کر
راہ سنت کی وقعت بڑھاتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

اپنی منزل کی جانب بڑھاؤ قدم   پھونک دو پھونک دو خار زار ستم
لیکے توحید وسنت کا سالکؔ علم   شوق سے تم سناؤ نوائے حرم
فتنۂ دہریت کو دباتے چلو
سوئے دہلی چلو مسکراتے چلو

چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

بعنوان: ’’قیام امن عالم وتحفظ انسانیت کانفرنس‘‘ ۹-۱۰/ مارچ ۲۰۱۸ء

دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

ازقلم۔ محمد ابراہیم سجاد تیمی

پرنسپل مدرسہ سراج العلوم جگدیش پور، گیرواگھاٹ، کٹیہار

ایمان کی ضیا سے، روشن ضمیر کرلیں　　کب سے فقیر ہے دل، اس کو امیر کرلیں
قرآن کے پیامِ امن و اماں کو بڑھ کر　　مہمانِ دل بنالیں، دل میں اسیر کرلیں
سب کو پکارتی ہے انسانیت اٹھو سب
دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

میدانِ رام لیلا، آواز دے رہاہے　　اللہ کی زمیں پر، شیطان ناچتا ہے
دہشت گری سے عالم، ہر لحظہ کانپتا ہے　　عفریتِ خوف و وحشت، دنیا نگل چلا ہے
تاخیر ہو نہ جائے، دوڑو اٹھو بڑھو سب
دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

اصغر نے ہے بلایا، ہارون نے پکارا　　رفتارِ وقت کی تم، اٹھ کر بدل دو دھارا
سمجھا دو اس جہاں کو ، اب وقت کا اشارا　　دیا کا ایک ہی بس، اسلام ہے سہارا
آواز وقت کی یہ، چل کر ذرا سنو سب
دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

ٹوٹے ہوئے دلوں کو، پھر جوڑنا ہے ہم کو　　طوفانِ وقت کا رخ، پھر موڑنا ہے ہم کو
دہشت کے ناگ کا پھن، پھر توڑنا ہے ہم کو　　روتا ہوا کسی کو، نہ چھوڑنا ہے ہم کو
اک بار امن کا پھر، دیپک بنے چلو سب
دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

یہ کانفرنس یارب! تو کامیاب کردے　　ظلمت ہے روشنی کو پھر فتح یاب کردے
امت کے دشمنوں کو، تو لاجواب کردے　　سجّاد کی دعا پر، مہر شتاب کردے
وحدت کا لے کے پرچم، آگے چلو، بڑھو سب
دہلی چلے چلو سب، دہلی چلے چلو سب

چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

بعنوان: ''قیام امن عالم وتحفظ انسانیت کانفرنس''

۹-۱۰/مارچ ۲۰۱۸ء

از قلم: سالک بستوی ایم اے

خدا کا بندہ فقط خلد زار میں گم ہے
گناہگار برائی کے غار میں گم ہے
کلام پاک تو بنت عنب کی دشمن ہے
وہ بادہ خوار صفِ بادہ خوار میں گم ہے
افیم، چرس، شراب اور بھنگ کا عادی
سعیر اور سقر کے دیار میں گم ہے
نہ چھوسکے گا نمازی شراب کا ساغر
یہ سلسبیل کے دلکش خمار میں گم ہے
شراب نوشی کی دشمن خرد کی حور ہوئی
نظر جو اس کی ہے وہ فتنہ راز میں گم ہے
بنا کے آتشِ سیال نوش کرتا ہے
وہ خمکدے کے دہکتے حصار میں گم ہے
خدائے پاک کی لعنت ہے مے کے رسیا پر
شرابی محفل عصیاں شعار میں گم ہے
بڑی لگن سے سجایا ہے اس کو شیطاں نے
شراب خور اسی کار زار میں گم ہے
ڈرا نہ ان کو اے واعظ عذابِ دوزخ سے
شبِ ضلال کے جو اندھکار میں گم ہے
نشے کو ایسی حکومت مٹا نہیں سکتی
جو زر پرستی کی جھوٹی بہار میں گم ہے
پسند اس کو ہے جام ''الست'' ہی سالک
خدائے پاک کے قول و قرار میں گم ہے

''نماز''

ہر بندگی سے ارفع و اعلیٰ نماز ہے
قربِ خدا کا ایک وسیلہ نماز ہے
محبوبؐ کو محبّ نے دیا تھا جو پیار سے
اسریٰ کی رات کا وہی تحفہ نماز ہے
یہ بھی سمجھ لو دین کا ہے لازمی ستون
جتنے ہیں فرض ان میں بھی اولیٰ نماز ہے
ہر غم کا یہ علاج ہے، بےچین دل کا چین
اللہ سے بات کرنے کا ذریعہ نماز ہے
عزت ہے اس سے دنیا میں عقبیٰ میں سروری
مومن کی جان اس کا وطیرہ نماز ہے
فرمایا اس کو آنکھوں کی ٹھنڈک حضورؐ نے
خوشنودیٔ خدا کا ذریعہ نماز ہے
ساری برائیوں سے ہمیں روکتی ہے یہ
پیدا نہ ہو یہ بات تو پھر کیا نماز ہے
ایمان اور روح کو دیتی ہے تازگی
سب نعمتوں میں نعمت عظمیٰ نماز ہے
درسِ ادب بھی اس سے ملے نظم وضبط بھی
ایوانِ زندگی کا دریچہ نماز ہے
چھوٹے بڑے کے فرق کو اس نے مٹادیا
آپس کے میل جول کا زینہ نماز ہے
اس سے نہ منہ کو موڑو یہ ساتھی ہے قبر کی
اے مومنوں نجات دہندہ نماز ہے
انکار اس کا کفر ہے اور چھوڑنا ہے فسق
اعلانِ حق کا ایک قرینہ نماز ہے
مومن کی پانچ وقت میں معراج بھی ہے یہ
معبود اور عبد کا رشتہ نماز ہے
ہے فرضِ اولیں کرو قائم نماز کو
فرمانِ حق کا ایک تقاضہ نماز ہے
ناظرؔ کی یہ دعا ہے ادا ہو خلوص سے
ظاہر ہو زندگی کی تمنا نماز ہے

ناظرؔ منڈاوری، نوادہ شیخان، بریلی

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

کاس گنج فساد پر اظہار افسوس اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی بنائے رکھنے کی اپیل

دہلی، یکم فروری ۲۰۱۸ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی ایک پریس ریلیز میں گذشتہ دنوں اتر پردیش کے شہر کاسگنج میں ہوئے فرقہ وارانہ فساد پر شدید تشویش اور اس کے نتیجہ میں ہوئے جانی و مالی اتلاف پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ یہ ملک دشمن عناصر کی منصوبہ بند سازش کے تحت وطن عزیز کی بھائی چارے کی فضا کو مکدر کرنے کی ایک اور گھناؤنی کوشش ہے جس سے برادران وطن کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ بعض ملک دشمن عناصر، اہل وطن کے درمیان نفرت کی فضا پیدا کر کے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ لاپرواہی برتنے والے لوگوں کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرے اور اس افسوسناک واقعہ کی غیر جانبدارانہ انکوائری کرائے نیز بغیر کسی جانبداری کے امن وآشتی کو بگاڑنے والے لوگوں کے خلاف مناسب کارروائی کرتے ہوئے جوابدہی طے کرے تاکہ کسی بھی فرقہ پر ظلم وزیادتی نہ ہونے پائے۔ انہوں نے تمام باشندگان وطن سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یکجہتی ہماری پہچان ہے، اس پہچان کو باقی رکھنے کے لیے ہم سب کو مشترکہ کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ معاشرہ کے خودغرض عناصر اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

پریس ریلیز کے اندر جاں بحق ہونے والے افراد کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت نیز متاثرین سے اظہار ہمدردی کیا گیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے وہ بھائی چارے کی فضا کو مکدر کرنے کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دے نیز اصل مجرمین کو جلد از جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے تاکہ بیمار ذہنیت کا علاج اور انسانی حقوق کا تحفظ ہوسکے۔

☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تازہ ترین پیش کش

تاریخ رد قادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 24 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 7 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

جماعتی خبریں

صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کی مجلس عاملہ کی رپورٹ: گذشتہ ۲۸؍جنوری ۲۰۱۸ء بروز اتوار بوقت دس بجے دن بمقام نیاسرائے رانچی صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیرصدارت فضیلۃ الشیخ جناب حفاظت اللہ سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ منعقد ہوا، جس میں ایجنڈے کے مطابق مختصر مندرجہ ذیل تجاویز طے پائے۔

(۱) سابقہ اجلاس مجلس عاملہ کی کارروائی کی خواندگی اوراس کی توثیق کی گئی۔

(۲) تنظیمی وجماعتی کاموں کا جائزہ لیا گیا اور ضلعی اکائیوں کو فعال اور متحرک بنانے کے عوامل پر غور وخوض کیا گیا۔

(۳) جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض کیا گیا، مستقبل میں صوبائی مالی فنڈ جمع کرنے پر زور دیا گیا ساتھ ہی ساتھ ۳۴ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے ہرناحیے سے باتیں کی گئیں، مجلس ہی میں مرکز سے ارسال کردہ اشتہار تقسیم کردی گئی، مالی فنڈ جمع کرنے کے لئے ہرضلع کے ذمہ داران کو رسید وکوپن دے دیا گیا، اور ہدایت دی گئی کہ تیاری میں کوتاہی نہ کریں۔

متفرقات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم الحروف نے ہاؤس کے سامنے امان اللہ ریاضی بن حفاظت اللہ سلفی صاحب کا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے خلاف سازش کو اجاگر کیا اور امان اللہ ریاضی صاحب کا واٹس ایپ پر وائرل میسج کو پڑھ کر سنایا، شرکاء اجلاس یہ میسج سن کر دنگ رہ گئے کہ ہمارے امیر کا لڑکا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے خلاف سازشوں میں ملوث ہے۔ سبھوں نے ایک زبان ہوکر اس کی مذمت کی ،صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے ناظم اعلیٰ شیخ عقیل اختر یوسف مکی حفظہ اللہ نے کہا کہ ہماری پہچان مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے ہوئی ہے ہم مرکزی جمعیت کے خلاف کسی بھی شخص کا کسی قسم کا شر وفساد کو برداشت نہیں کریں گے۔ خواہ وہ میرا بیٹا ہو یا امیر کا بیٹا۔ امیر صاحب سے کہا کہ آپ کو تو شاید پہلے ہی سے خبر ہے، آپ نے کیا کیا؟ نوٹس لئے؟ آپ مرکزی جمعیت کے زیر اشراف اور آپ کا لڑکا مرکز کے خلاف؟ جلدی کارروائی کیجئے تب امیر صاحب نے کہا کہ میں نے بیٹا کو سمجھا دیا وہ دوسروں کے بہکانے سے ایسا کام کردیا آپ تمام مطمئن رہیں، وہ مرکز کے خلاف نہیں جائے گا۔ شرکاء اجلاس نے امیر صاحب سے کہا کہ امان اللہ ریاضی صاحب سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ مرکزی جمعیت سے جلد از جلد معافی مانگے اور شوسل میڈیا میں آل انڈیا جمعیت اہل حدیث کونسل کی تردید میں بیان دے۔ امیر صاحب نے بھی جلد ہی تردیدی تحریر دینے کا وعدہ کیا۔ اخیر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ مجلس کا اختتام کا اعلان ہوا۔ (محمد شمس الحق عبدالحق سلفی، نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ)

مدرسہ عائشہ صدیقہ میں کمبل تقسیم: مدرسہ عائشہ صدیقہ جمعیت الشبان المسلمین انتاج نگر، بجرڈیہہ بنارس کے زیر اہتمام ہرسال کی طرح امسال بھی دوبارہ کمبل تقسیم کا پروگرام مورخہ ۵؍فروری ۲۰۱۸ء کو مدرسہ عائشہ صدیقہؓ انتاج نگر بجرڈیہہ میں منعقد کیا گیا۔ جس کا آغاز حافظ سعید الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد جمعیت الشبان المسلمین کے ڈائریکٹر مولانا محمد جنید مکی نے سوسائٹی کے بارے میں مختصر اور جامع خطاب میں بتایا کہ ہماری سوسائٹی تین اہم مقاصد پر کام کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت الشبان المسلمین ایک ایسی سوسائٹی ہے جو انسانیت کے ناطے انسان کے تین اہم مقاصد پر بلاکسی بھید بھاؤ اور بنا کسی مذہبی تفریق کے کام کرتی رہتی ہے۔ پہلا جہالت: جو لوگ ان پڑھ اور جاہل ہیں ان کو تعلیم کی زینت سے آراستہ کرنے کے لئے کئی مدرسے کا انتظام کیا ہے۔ جس میں لڑکے اور لڑکیاں تعلیم سے اپنی زندگی کو آراستہ کرتی ہیں۔ دوسری بیماری: بہت سارے لوگ غریبی سے اپنا علاج نہیں کراپاتے جیسے موتیا بند مریض، ایسے مریضوں کیلئے تقریباً ہرسال دوسو موتیابند آپریشن مفت میں کراتی ہے۔ اور تیسرا ہے غریبی۔ بہت سارے ایسے غریب مستحقین ہیں جو سردی کے موسم میں ٹھنڈ سے پریشان رہتے ہیں تو ایسے محتاجوں کے لئے سوسائٹی ہرسال کمبل تقسیم کرتی ہے۔ اسی جذبے کے تحت سوسائٹی نے تقریباً دوسو مسلم وغیر مسلم لوگوں میں دوبارہ کمبل تقسیم کیا۔ پروگرام کی نظامت کا فریضہ بحسن وخوبی مولانا اسعد جنید مکی نے انجام دیا۔

اس موقع پر جمعیت کے اراکین کے علاوہ حاجی عبدالمجید، محمد صالح انصاری، مولانا عبداللہ عثمانی، مولانا اسعد جنید، حافظ سعید الرحمٰن، عالم انصاری، محمد ہارون کیفی وغیرہ خاص طور سے شریک رہے۔ (اسعد جنید مکی بنارس)

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	26/-
چمن اسلام اول	20/-
چمن اسلام دوم	26/-
چمن اسلام سوم	28/-
چمن اسلام چہارم	28/-
چمن اسلام پنجم	35/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	163/-